مقدّس ہفتہ اور سات صلیبی کلمات

مُصنف

ایس۔ کے۔ داس

بشپ آف حیدرآباد

ماڈریٹر چرچ آف پاکستان

مقدس ہفتہ اور سات صلیبی کلمات

مُصنف

ایس کے داس

ایم۔اے، بی ایڈ (پنجاب)

ایم۔اے (یو۔ایس۔اے)

سابقہ پرنسپل

کیتھیڈرل ھائر سیکنڈری سکول

عابد مجید روڈ۔ لاہور کینٹ

سابقہ کوآرڈینیٹر لاہور ڈایوسیس بورڈ آف ایجوکیشن

سابقہ جنرل سیکرٹری چرچ آف پاکستان

بشپ آف حیدر آباد

ماڈریٹر چرچ آف پاکستان

بار اوّل ——— یکم نومبر ۱۹۹۴ء تعداد 1000

بار دوم ——— یکم فروری ۱۹۹۵ء تعداد 1000

بار سوم ——— ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء تعداد 1000

بار چہارم ——— نومبر ۱۹۹۶ء تعداد 1000

بار پنجم ——— اکتوبر ۱۹۹۸ء تعداد 1000

بار ششم ——— نومبر ۲۰۰۱ء تعداد 1000

پرنٹرز ——— ریز پرنٹنگ پریس صدر حیدرآباد

پبلشرز ——— ڈایوسیس آف حیدرآباد

قیمت ——— ۲۵ روپے

کتاب - ملنے کا پتہ

☜ لاہور ڈایوسیس بک شاپ (پی آر بی ایس) ۱۴۴ - انارکلی لاہور

☜ ۲۷ لیاقت روڈ - سول لائن حیدرآباد 71000 سندھ

☜ آڈیو ویژل سینٹر رتن آباد، میرپورخاص سندھ

فہرست مضامین

انتساب

مَیں اپنی کاوش کو اُن شہیدوں کے نام معنون کرتا ہوں جنہوں نے اپنی زندگیاں خداوند یسوعؔ اور کلیسیائے پاکستان کی خاطر قربان کر دیں اور مسیحی ہونے کے ناطے اُس کا اِنکار نہ کیا۔ اُن کی یاد ہمیشہ مسیحیوں کے دِلوں میں یادگارِ زمانہ بنی رہے گی۔

اُن شہیدوں کے نام اولاً " آر۔ ایم۔ جیمس اور نواز مسیح جو 1972ء میں مسیحی سکول اور کالجز قومیائے جانے کے اِحتجاجی سلسلے میں راولپنڈی گورنر ہاؤس کے پاس گولی سے اُڑا دیئے گئے۔

نعمت احمر، طاہر اقبال، بنتو مسیح اور منظور مسیح ایسے شہدا ہیں جن کا قانونِ رسالت " کی آڑ لے کر بے گناہ خون بہایا گیا۔

پیش لفظ

مقدس ہفتہ اور سات صلیبی کلمات

مذکورہ بالا کتاب جناب ایس۔ کے۔ داس کی وہ تحریر ہے جسے ایک کاوش کا نام دینا انتہائی واجب و مناسب ہے۔ دراصل یہ کلیسیاء کی ضرورت اور رجحانات کے مطابق تصنیف کی گئی ہے۔ میں شخصی طور پر ریورنڈ ایس۔ کے۔ داس کو جانتا ہوں۔ وہ پندرہ برس سے کیتھیڈرل ہائر سیکنڈری اسکول لاہور کینٹ کے پرنسپل ہیں اور میرے ساتھ بحیثیت پاسبان سینٹ میری مگدلینی چرچ عابد مجید روڈ لاہور کینٹ میں خداوند یسوع کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی شخصیت ہمہ گیر صفات کی حامل ہے۔ وسیع القلب ہونے کے ساتھ ساتھ خدمت کے میدان میں وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ نوجوانوں کی تحریکوں سنڈے سکولز اور دیگر کلیسیائی امور میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔ نیشنل کونسل آف چرچز میں کرسچن ایجوکیشن کمیٹی کے کئی سال تک کنوینر رہے۔ سات برس تک 1984-91 تک لاہور ڈایوسیسن بورڈ آف ایجوکیشن کے کوآرڈینیٹر بھی رہے۔ اور آج کل چرچ آف پاکستان کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ کو نہایت چابکدستی سے نبھا رہے ہیں۔

آپ نے اپنی تصنیف میں اپنے تجربات و مشاہدات کو کچھ یوں قلمبند کیا ہے کہ جن مناظر کا ذکر کرتے ہیں اُن کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

قوی اُمید ہے کہ یہ کتاب "مقدّس ہفتہ اور سات صلیبی کلمات" کلیسیاؤں میں، مسیحی گھرانوں میں، سیمنری سٹوڈنٹس، سنڈے سکولز، نیز دیگر مسیحی سکولوں کے طلباء و طالبات کیلئے مفید ثابت ہو گی۔ بدیں وجہ کتاب سے استفادہ کیا جائے۔ میری دُعا ہے کہ کلیسیائے پاکستان اس کاوش سے بھرپور طریقے سے فائدہ اُٹھائے۔

پادری معراج مسیح
سینٹ میری مگدلینی چرچ، لاہور کینٹ
یکم / نومبر 1994ء

بابِ اوّل

مُقدّس ہفتے کے مشہور

واقعات

دیباچہ۔

اس میں کچھ اشتباہ نہیں کہ کلیسیائے پاکستان میں اچھی کتابوں کی کمی ہے۔ اور جو قیمتی ذخیرہ پنجاب ریلجس ٹبک سوسائٹی کے پاس موجود تھا۔ چند ایسے اشخاص کے آجانے سے نہ صرف ناپید ہو گیا۔ بلکہ آج یہ ادارہ ایسی کتابوں سے قطعی محروم ہے۔ جو قابلِ اشاعت اور جذبۂ ایمانی کی تقویت کا باعث تھیں۔ اسکی بنیادی وجہ یہ تھی۔ کہ اِن لوگوں کے شخصی عزائم، ذاتی اغراض، ہوسِ زر اور بے اعتنائی اس بیش قیمت خزانے کو لے ڈوبی۔ ایک ناقابلِ فراموش شخصیت کا ذکر کرنا میرے نزدیک قابلِ صد افتخار ہے اور خداوند سے میری استدعا ہے کہ ایسے لوگ کلیسیاء میں جنم لیتے رہیں۔ جنکی زندگی کا نصب العین صرف کلیسیائی ترقی اور روحانی بیداری کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ انہوں نے ادارۂ مذکورہ کو اپنی خوبصورت سوچ سے اوجِ ثریا تک پہنچایا۔ وہ تھے جناب مرحوم ایف۔ ڈی وارث (فخرالدین وارث) جنکے زمانے میں سوسائٹی نے حیرت انگیز ترقی کی۔ اُن کی اِس بے لوث خدمت کا صلہ انہیں یُوں ملا کہ اُنکے نام پر "وارث روڈ" لاہور کا نام رکھا گیا۔ جب 1952ء میں ریٹائر ہوئے تو گیارہ لاکھ روپے چھوڑے لیکن بعد کے آنے والوں کی خود غرضی نے تصنیف کے میدان میں بھکاری بنا کے رکھ دیا۔ ڈاکٹر کے۔ ایل۔ ناصر۔ نے اپنے قلم کو خوب استعمال کیا۔ اور اِنکی تصانیف کلیسیاء کیلئے ایک مدت تک عظیم احسان کی صورت میں ایمان کو تازگی بخشتی اور جذبۂ ایمانی کو گرماتی رہیں گیں۔

میں نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ مبارک جمعہ ہماری کلیسیاؤں میں ایک عظیم، مبارک، متبرک اور مقدس دن ہے۔ کلیسیاء اس یومِ اقدس پر مسیح خداوند کے دکھ میں اپنے ایمانی اظہار کیلئے شامل ہوتی ہے۔ گویا دکھوں میں پورے طور پر شامل ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ سارا سال گرجا گھر نہ جانے والے حضرات بھی خداوند کے گھر کی زینت بننے

کی کوشش کرتے ہیں۔ تل دھرنے کی جگہ میسر نہیں آتی۔ باقاعدگی سے خداوند کی حضوری میں جانے والے اکثر اس موقع پر نہ صرف دلی شادمانی سے ہمکنار ہوتے ہیں بلکہ اِن کی موجودگی کے احساس کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے جگہ کی قلّت کی بدولت دُکھ اٹھاتے ہیں کیونکہ یہ دِن اِسی اَمر کے ثبوت کا خواہاں ہے۔ تاہم ہزارہا افراد مُقدّس جمعہ کی عبادت میں شامل ہو کر توبہ کی حالت میں باہر نکل کر دلی مسرّت کی چاشنی سے لُطف اندوز ہوتے ہیں۔

ویسے بھی وُہ الفاظ جو بسترِ مرگ سے سُنے جائیں وہ سب کے لئے عبرت انگیز اور نصیحت آموز ہوتے ہیں۔ نامور شخصیات نے کئی نادر و نایاب باتیں۔ ہسپتالوں، قید خانوں اور بسترِ مرگ سے کہیں اور لکھیں۔

جان بنیین کی کتاب "مسیحی مسافر" ایک بیش قیمت کتاب ہے۔ جو قید خانہ سے لکھی گئی

بزرگانِ بائبل مُقدّس، اِبراھام، اِضحاق، یعقوب، یوسف، موسیٰ اور یشوع نے عام حالات سے ہٹ کر ایمانی خیالات کا اظہار کیا۔ جن سے کلیسیائیں آج تک فیضیاب ہوتی چلی آرہی ہیں

منجیٔ عالم کی تو بات ہی کچھ اَور ہے۔ انہوں نے دُکھ سہ کر صلیبی موت گوارا کی اور صلیب پر جان کندنی کی حالت میں سات کلمات فرمائے۔ جو عہدِ جدید کی ستائیس کتابوں کی تفسیر کرتے ہیں۔ یہ سات سیڑھیاں ہیں جنکے ذریعے خداوند یسوؔع کی قدم بوسی کی جا سکتی ہے۔ یہ کامل قربانیوں کی اِنتہا ہے۔ یہ کلمات کلیسیاء جامع کا بیش قیمت اثاثہ ہیں۔ مشرقی کلیسیاء تو جمعہ کی عبادت کو بہت اہمیّت دیتی ہے۔ کئی دفعہ اِس بات کا خیال آیا کہ اس مضمون کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے۔ جو اگرچہ اِختصار میں بھی ہو مگر مستند ضرور ہو۔ اِس سے پیشتر بھی چند ایک حضرات نے قلم کشی کی ہو گی۔ جیمس سٹاکر کی کتاب "مسیح کی گرفتاری اور موت" تو ایک ایسی کاوش ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ اُنکے مقابلے میں

لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہو گا۔

حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔ کہ کلیسیاؤں کے پاس آسان سے آسان الفاظ اور زُبان میں ایک تحریر موجود ہو۔ نیز بہت مہنگی بھی نہ ہو۔ مبارک جمعہ کے دِن شرکاءِ کلیسیاء اس سے اِستفادہ کر سکیں۔ کلیسیاؤں کو اِس بات کا اِحساس ہو کہ وہ مسیحا جو ہماری خاطر کلوری پر مصلوب ہُوا وہ آج بھی ہمارے دُکھوں میں شامل ہے اَور چاہتا ہے۔ کہ کلیسیاء اُس کے دُکھ کی قدر جانے اور ایک پاپی اور گنہگار اِنسان اُسکے خون بہانے سے بچ جائے اور ابدی نجات حاصل کرے اَور وہ مقصد جو اُس کا اِس دُنیا میں آنے کا تھا یُوں پُورا ہو۔

اُمید ہے کہ میری اِس کوشش سے کلیسیاؤں کو فائدہ پہنچے گا۔ اَور میں بھی یہ سوچ سکوں گا کہ مجھ جیسے ٹوٹے ہوئے برتن نے کلیسیاء کی خدمت کے لئے کچھ کیا۔ اَور میں سمجھونگا کہ شادم از زندگیٔ خویش کہ کارے کردم (میں اپنی زندگی سے خوش ہوں کہ میں نے بھی کوئی کام کیا)۔

"گر قبول اُفتد زہے عِزّ و شرف"

راقم الحروف

کلیسیائے پاکستان کا پس منظر

پاکستان کی موجودہ کلیسیاء کی ابتداء 1849ء میں ہوئی۔ مگر تواریخی شواہد اس راز کو یوں افشا کرتے ہیں۔ کہ مسیحیت کا پرچار اس خطہ میں توما رسول کی ہندوپاک میں آمد یعنی 52ء سے شروع ہوا۔ اُن کا وُرودِ اوّل ٹیکسلا میں تھا اور وہاں سے جنوبی ہندوستان "مدراس" چلے گئے۔ اور اپنی آمد کے مقصد کو عملی جامہ پہنانے میں کوشاں ہو گئے۔ اور یہیں مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ اور خُداوند سے حاصل کی ہوئی زندگی میں شادمانی کا لبادہ اوڑھے ہوئے اُسی کے سپرد کر دی گویا خُداوند کی' امانت واپس لوٹا دی اور اس میں خیانت کا شائبہ تک نہ تھا۔ کیونکہ ضرور ہے کہ یہ فانی جسم بقاء کا جامہ پہنے اور یہ مرنے والا جسم حیاتِ ابدی کا جامہ پہنے۔ شہادت وعدہ شدہ تاج ہے۔ جو یقیناً ہر رسول نے پہنا۔ ستفنس کے معنی تاج کے ہیں۔ اُس نے یہ تاج پہنا اور کلیسیاء کے شہیدِ اوّل کا ستودہ حاصل کیا۔ شہادت جس سے وابستہ ہو وہ حیاتِ ابدی حاصل کرتا اور زندہ و جاوید ہو جاتا ہے۔ رسول کی قابلِ تقلید زندگی اور شہادت کی یاد آج بھی اُن علاقوں میں جہاں پر انہوں نے قدم رکھا گردش کرتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ دراصل وہ علاقے رسول کے تہہِ دل سے ممنون و احسانمند ہیں کہ انہوں نے خُداوند کی راہِ کلوری دکھا کر اُن کو ابدی زندگی سے ہمکنار کیا ہے۔

مغلیہ سلطنت میں بھی پاکستان کے موجودہ علاقہ میں مسیحیت کے وجود کا پتہ چلتا ہے کیونکہ آرچڈیکن برکت اللہ اپنی ایک تصنیف میں اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ مغلیہ دور میں خاص کر اکبر اور جہانگیر کے زمانے میں مسیحی لوگ لاہور شہر کی گلیوں میں کرسمس اور ایسٹر کے موقع پر ایک جلوس کی شکل میں پرچار کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں شاہ جہاں اور اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے میں کلیسیا پر ظلم و ستم ڈھایا گیا۔ اور مسیحی اس

علاقہ کو چھوڑ کر بالائی ہند اور دوسرے علاقوں کی طرف چلے گئے۔ کلیسیا اس ایذا رسانی کے دور میں تتر بتر ہو گئی۔ تاکہ ترقی کی اور منازل طے کر سکے

اُنیسویں صدی کے آغاز تک اس علاقہ میں مسیحیت کی ترقی کی رفتار کسی حد تک رُک گئی۔ خداوند کا خفیہ ہاتھ جو کام کر رہا تھا وہ سب کی آنکھوں سے اوجھل رہا۔ خداوند کی مرضی یوں ظاہر ہوئی کہ جنرل نیپئر نے 1849ء میں سندھ اور پنجاب کو فتح کیا۔ 1849ء میں پنجاب کو اور بعد میں سرحد کو انگریزی عملداری میں شامل کر لیا گیا۔ تو امریکن' انگریز اور سکاچ مشنریوں کی کوششوں سے ایک بار پھر مسیحیت پر پرچار کے بند دروازے کھل گئے

پہلا مشنری جان نیوٹن لاہور (پنجاب) میں 1850ء میں آیا۔ اور دوسرے مشنریوں کو دعوت دی۔ 55-1851ء کے درمیان فورمن۔ نیشڈر۔ رابرٹ کلارک۔ اینڈریو۔ گارڈن اور تھامس ہنٹر نے نہ صرف اس دعوت کو قبول کیا بلکہ اپنی زندگیاں خداوند کے نام کر دیں۔ سب سے پہلے تبلیغی کام لاہور اور سیالکوٹ سے شروع کیا گیا۔ 1857ء میں جنگِ آزادی لڑی گئی۔ مسیحیت کو ایک بار پھر دھچکا لگا۔ لیکن خداوند کے جانثار سپاہی خوب ڈٹے رہے۔ ان دگرگوں حالات میں کلیسیاء نہ صرف قائم رہی بلکہ ترقی کرتی رہی۔ اس کا بیّن ثبوت یہ ہے۔ کہ آج چند ایک پہاڑی بنجر اور دور اُفتادہ علاقوں کو چھوڑ کر کلیسیاء سارے پاکستان میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہے۔ لیکن جتنا کام ہو چکا ہے اس سے کہیں زیادہ کرنے کی ضرورت باقی ہے۔ کلیسیاء کے مُبصرین جب اسکی ترقی کیلئے سوچتے ہیں۔ تو انہیں دو بنیادی کارگزاریوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ (1) بشارت اور تعلیم۔ علاوہ ازیں ایک اور پہلو ہے۔ جسکی جانب توجہ مبذول کروانے کی ضرورت ہے۔ کہ اب جبکہ کلیسیاءِ پاکستان کے شرکاء کی تعداد پچاس لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ صاحبِ قلم اور قلم کاری کی سخت کمی محسوس کی جا رہی ہے بلکہ یہ کہنا کہ تصنیف و تالیف انحطاط پذیر ہے نہایت موزوں و مناسب ہے۔ مَیں ذاتی طور پر ایک اچھا مصنف نہیں ہوں لیکن اسی

کمی کے پیشِ نظر یہ عرض کرونگا۔ کہ اس میدانِ تصنیف میں سرگرمِ عمل ہونا ایک خوش آئند بات ہو گی۔ جہاں اِس کمی کا اَزالہ ہو گا۔ وہاں ایک جذبۂ نگارش جنم لے کر دوسروں کیلئے راہِ ترّقی کا سَبَب بنے گا۔ کیونکہ

ذرا نم ہو تو یہ مٹّی بڑی زرخیز ہے ساقی

فارسی کا مقولہ ہے :۔

درکارِ خیر حاجتِ ہیچ اِستخارہ نیست
(اچھے کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے)

الیس۔ کے۔ داس

مُقدّس ہفتہ اور اُسکے ایّام

مسیح کے سات کلمات پر غور کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے۔ کہ ایک مسیحی کو پتہ ہو کہ خداوند مسیح نے چند روز پہلے کس قسم کی مصروفیات میں وقت گزارا۔

عین ممکن ہے کہ ایک عام شخص کو پتہ نہ ہو کہ خداوند مسیح کا زیادہ وقت گلیل میں گزُرا جو ملک کنعان یا فلسطین یا آج کے اسرائیل کا شمالی علاقہ ہے۔ مسیح خداوند کی تعلیم، معجزات اور کہانت یَروشلم سے باہر کے علاقوں سے متعلق ہیں یروشلم کاہنوں، فقیہوں اور فریسیوں کا شہر تھا۔ رَومی حکومت کی نظر میں یہ اِسلئے نامور تھا کہ یہ صوبے کا صَدر مقام تھا یہودی کسی طور بھی مسیح خداوند کی تعلیم پر یقین نہیں رکھتے تھے بلکہ جہاں موقع میسّر آتا مخالفت کرتے اور کیڑے نکالتے مگر انکے صاحبِ اختیار ہونے کی بدولت اُن کی زبانوں کو قفل لگ جاتے۔ انہیں اِعتراض تھا کہ یسوع مسیح دعوے کرتے ہیں کہ وہ

اوّل: اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہے

دُوم: مقدس کو تین دن میں گرا سکتا اور بنا بھی سکتا ہے

سوئم: یہودی کہانت کو انکے تمام بُرے اور ریاکارانہ کام پر تنقید قطعاً پسند نہ تھی

جب خداوند یروشلم میں ہوتے تو یہودی اس کوشش میں رہتے کہ اُن پر ہاتھ ڈالیں۔ اور قتل کر دیں۔ مگر ابھی اُس کا وقت نہیں آیا تھا۔ اگر وہ اس میں موقع حاصل کر بھی لیتے تو خداوند چھُپ کر نکل جاتے یا پھر آنکھ سے اُوجھل ہو جاتے۔ کیونکہ خدا اور انسان کے ارادوں میں نمایاں فرق ہوتا ہے

مُقدّس ہفتہ: مُقدّس ہفتہ اتوار سے شروع ہوتا ہے۔

1۔ اِتوار کا دن ۔

اِس دن کو Palm Sunday یعنی کھجور کا اِتوار بھی کہتے ہیں۔ مسیح خداوند نے اُپنے دُکھ اور مصلوب ہونے کی بابت پیشنگوئی اِن واقعات کے رُونما ہونے سے قبل ہی کر دی تھی

متی 20 : 17 - 19 "یروشلم جاتے ہوئے یسوع اپنے بارہ شاگردوں کو الگ لے گیا اور اُن سے کہا" دیکھو! ہم یروشلم کو جاتے ہیں اور ابنِ آدم سردار کاہنوں اور فقیہوں کے حوالے کیا جائے گا۔ اور وہ اُسکے قتل کا حکم دینگے۔ اور اُسے غیر قوموں کے حوالے کریں گے۔ تاکہ اُسے ٹھٹھوں میں اُڑائیں، کوڑے ماریں، مصلوب کریں اور وہ تیسرے دن جی اُٹھے۔ خدا ہونے کے ناطے وہ ان کی ہر بات اور ہر منصوبے کو جانتا تھا۔

زیتون کے پہاڑ پر بیت فگے کے قریب پہنچ کر یسوع نے دو شاگردوں کو گدھی کا بچہ لانے کیلئے بھیجا۔ مطلوبہ جانور جب فراہم ہو چکا تو اُسی روز یعنی اتوار کے دن مسیح خداوند شاہانہ انداز میں گدھی کے بچے پر سوار ہو کر یروشلم میں داخل ہوئے۔ یاد رہے کہ گھوڑے کی سواری بادشاہ کی سواری سمجھی جاتی تھی۔ عین ممکن تھا یہودی اُسی وقت خداوند مسیح کو ایسی سواری کی حالت میں دیکھ کر ہاتھ ڈالتے اور قتل کرنے کی کوشش کرتے۔ خداوند نے فرمایا کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ متی 5 : 17 اُن کا گدھے پر سواری کرنا کوئی اِتفاقیہ اَمر نہ تھا بلکہ یہ بھی شریعت کی تکمیل تھی۔

اکثر اناجیل میں آیا ہے۔ کہ لوگوں نے ڈالیاں کاٹ کر اُسکے راستے میں بچھائیں اور ہوشعنا کے نعرے لگائے۔ اور کہا "مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے"

یہودیوں نے خداوند مسیح سے کہا کہ بچوں کو چُپ رہنے کی تاکید کرے۔ مگر جواب ملا "اگر یہ چپ رہے تو پتھر چلا اُٹھیں گے۔ گویا حقیقت کو پوشیدہ نہیں رکھا جا سکتا (مُشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید) خداوند کے اِرادے اور منصوبے کو انسان جان نہیں سکتا۔ فریسیوں نے آپس میں کہا "تم سے کچھ بن نہیں پڑتا۔ دیکھو جہان اُسکا پَیرو ہو چلا"

فکر کی بات یہ تھی۔ کہ جہان اُسکے پیچھے تھا۔ اور اُسے آج بادشاہ بنانے کیلئے بالکل تیار۔ ایک ہی نعرہ ہے "مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔ اور اِسرائیل کا بادشاہ ہے" یوحنا 12 : 13_

کھجور کی ڈالیوں کا ذکر صرف یوحنا رسول کی اِنجیل میں ملتا ہے۔ اور کسی انجیل میں نہیں۔ باقی اناجیل درختوں کی ڈالیوں کا ذکر کرتی ہیں۔

ایک زبردست واقعہ یہاں رُونما ہوتا ہے۔ خداوند مسیح اِس دن یروشلم پر روتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں "یروشلم! اَے یروشلم! تُو جو نبیوں کو قتل کرتی اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُن کو سنگسار کرتی ہے! کتنی بار میں نے چاہا کہ جسطرح مرغی اپنے بچوں کو پَروں تلے جمع کر لیتی ہے۔ اِسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں مگر تم نے نہ چاہا۔"

لوقا 44-41 :19 جب نزدیک آکر شہر کو دیکھا تو اُس پر رویا۔

اور کہا کاش کہ تو اپنے اُسی دن سلامتی کی باتیں جانتا! مگر اب تیری آنکھوں سے چھپ گئی ہیں۔ کیونکہ وہ دن تجھ پر آئیں گے۔ کہ تیرے دشمن تیرے گرد مورچہ باندھ کر تجھے گھیر لیں گے۔ اور ہر طرف سے تنگ کریں گے۔ اور تجھ کو اور تیرے بچوں کو جو تجھ میں ہیں زمین پر دے پٹکیں گے اور تجھ میں کسی پتھر پر پتھر باقی نہ چھوڑیں گے۔ اس لئے کہ تو نے اُس وقت کو نہ پہچانا جب تجھ پر نگاہ کی گئی۔

یہ پیشنگوئی یعنی شہر اور ہیکل کی بربادی 70ء میں پوری ہوئی۔ اور رُومی گورنر ٹائیٹس (Titus) نے یہودیوں کی سرتابی کو کچلنے کیلئے شہر کو تباہ کر دیا۔ اُسکی فصیل گرا دی اور ہیکل کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

گدھے پر سواری مسیح خداوند کی فروتنی اور حلیمی کی طرف اشارہ ہے۔ زکریاہ 9 اور متی 5 :21 "صیّون" (یروشلم) کی بیٹی سے کہو کہ دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔ وہ حلیم ہے اور گدھے پر سوار ہے بلکہ لادو کے بچے پر۔"

انگریزی میں یوں کہا گیا ہے۔

"Although He is meek but He is not weak."

خداوند یسوع یروشلم میں ایک زبردست منتظم کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ لکھا ہے کہ وہ سیدھے ہیکل میں گئے۔

لوقا 45 : 19 پھر وہ ہیکل میں خرید و فروخت کرنے والوں کو نکالنے لگے۔ اور ان سے فرمایا کہ لکھا ہے میرا گھر دعا کا گھر کہلائے گا مگر تم نے اسے ڈاکوؤں کی کھوہ بنا دیا ہے۔

مسیح خداوند ہیکل کا مالک ہے۔ دعا کا گھر مسیح خداوند کا ہے۔ اور وہ ہی اسکا رکھوالا ہے۔ انسان خداوند کے گھر سے تجارت کرتا ہے۔ اور زر ومال کی ہوس اسے چین سے بیٹھنے نہیں دیتی یہاں پر اتوار کا دن اپنے اختتام کو پہنچتا ہے۔ خداوند آرام کرتے ہیں اسکے برعکس یہودی اسکے قتل کے منصوبے بنانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور اس خیال کو مکمل کرنے کیلئے انہیں چار روز کا عرصہ درکار ہے۔ یعنی سوموار سے جمعرات کی رات تک۔

سوموار یروشلم میں مقدس ہفتے کا دوسرا دن .

مسیح خداوند یروشلم میں شاہانہ تزک و احتشام سے داخل ہو چکے ہیں۔ اب چونکہ انہوں نے فقیہہ اور فریسیوں کی بدسگالی کو بھانپ لیا ہے۔ اس لئے یروشلیم میں شب بسری سے گریزاں ہیں۔

متی رسول کی انجیل 17 : 21 کے مطابق خداوند نے شاگردوں کو چھوڑا اور بیت عنیاہ کو اپنی آمد سے رونق بخشی۔ بہت ممکن ہے کہ دو ایک شاگردوں کو ساتھ لے کر وہ باہر گئے ہوں۔ اسلئے کہ یروشلم میں انکی زندگی کیلئے ہر سمت خطرہ ہی خطرہ تھا۔ یہودی قیادت کا خطرہ صرف ایک فرضی بات نہ تھی۔ آج بھی (Fanatic) لوگ مذہبی جماعتیں اور جنونی لوگ دوسروں کیلئے، بعض اوقات اپنے ہی مذہب میں دوسروں کیلئے مصیبت کا باعث بن جاتے ہیں اور مرنے مارنے سے' دوسروں کو زندگی سے محروم کرنے سے گریزاں نہیں ہوتے۔

بہت ممکن تھا کہ مسیح خداوند رات کو اپنے عزیز دوست لعزر کے ہاں ٹھہرے

ہوں۔ پھر دوسرے دن بوقت سحر یروشلم واپس لوٹ آئے۔ متی رسول کا بیان اسکا ثبوت ہے کہ صبح جب وہ یروشلم کی طرف جا رہے تھے تو انہیں بھوک کی سہار نہ تھی۔ انہیں انجیر کا ایک پیڑ دکھائی دیا جو بظاہر ہرا بھرا اور سرسبز و شاداب تھا۔ مگر صد حیف کہ وہ پھل سے محروم تھا انجیر کا درخت اور یہ وقوعہ انہی دنوں میں ایک علامتی پہلو کے طور پر ہمارے سامنے آتا ہے۔

ا۔ انجیر کا درخت اور یہودی قوم .

انجیر کا درخت ہرا بھرا تھا۔ پتے اسکی خوشنمائی کا پیغام تھے۔ اسکے یہ ہرگز معنی نہیں کہ زندگی کا مالک جو دلوں اور گردوں کے بھید سے واقف ہے کیلئے کوئی مشکل تھی یعنی وہ اس کی بابت بے خبر تھے۔ کہ یہ پھلدار ہے یا بے پھل دراصل یہ واقعہ یہودی قوم کی باطنی کیفیت کا مظہر تھا۔ جسطرح انجیر کا درخت ہرا بھرا تھا۔ بعین ہی یہودی قوم بھی شان و شوکت، خوبصورتی میں، رسم و رواج، اور دستور میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھی۔ موسوی شریعت کے مطابق زندگی گزارتی اور کسی طریق کو ضائع نہ ہونے دیتی تھی مگر دل انکے کثیف تھے۔ یہی وجہ تھی کہ خداوند نے فرمایا۔ "متی 23 : 27 اے ریاکار فقیہو اور فریسیو: تم پر افسوس! کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو جو اوپر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہیں۔ مگر اندر مردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہیں! اسی طرح تم بھی ظاہر میں تو لوگوں کو راستباز دکھائی دیتے ہو مگر باطن میں ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہو۔

"تم پیالے اور رکابی کو اوپر سے تو صاف کرتے ہو مگر اندر لوٹ اور ناپرہیزگاری سے بھرے ہو"۔

یہودی لوگ اسی درخت کی مانند بے پھل تھے۔ روحانیت میں کمزور۔ گویا اس درخت سے ہوبہو مشابہ تھے۔ اگر یہودی قوم خدا کی راہ کو پہچانتی اور مسیح خداوند کو جان لیتی تو اسکی یہ حالت جو دو ہزار سال سے ہے کبھی نہ ہوتی۔ انجیر کے درخت میں صرف

پتے تھے۔ خاصا ہرا بھرا تھا۔ مگر پھل سے یکسر محروم۔ خداوند نے لعنت کی کہ "جا تجھے آئندہ کبھی پھل نہ لگے۔ یہ درخت اُسی دم سوکھ گیا۔ یعنی ایسی زندگی ہمیشہ کیلئے محرومی کا شکار ہو گئی"۔

ب ۔ دوسری حقیقت یہ بھی ہے کہ خداوند کائنات کا خالق ہے۔ وہ قادرِ مطلق ہے۔ ہر چیز پر اختیار رکھتا ہے وہ علیم کل اور اختیارِ کُل کا مالک ہے۔ تمام کائنات اسی کی کاریگری ہے۔ انسانوں کا رازق ہے اور کائنات میں ہر موجود چیز یعنی حیوانات' نباتات اور جمادات پر اُسکی حاکمیت ہے کوئی چیز اُسکے دائرۂ اختیار اور حکم سے باہر نہیں۔ یہ سب کچھ اُسکی قدرت کے مظاہر ہیں وہ دیکھی اور اندیکھی چیزوں کا خالق ہے۔ وہ اُن چیزوں کو جو نہیں ہیں یوں بلا لیتا ہے گویا کہ وہ ہیں۔

ج ۔ یہ واقعہ شاگردوں کے ایمان کیلئے کسوٹی کا کام دیتا ہے۔ انکے ایمان کی پرکھ کی جاتی ہے مسیح خداوند کہتے ہیں "ایمان رکھو تو اس سے بھی بڑے بڑے کام تم کر سکو گے کوئی ایسا کام نہ تھا جسے شاگردوں نے ایمانی طاقت کے ذریعے نہ کیا ہو۔

خداوند نے ایک بار اپنے شاگردوں سے فرمایا "اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو تم اگر اس پہاڑ سے کہو کہ اپنی جگہ سے کھسک جا یا اس درخت سے کہ جڑ سے اکھڑ کر سمندر میں جا گر تو تمہارا حکم مانے گا۔ شاگردوں نے روح القدس پایا اور دیکھا گیا کہ پطرس' یوحنا اور پولوس رسول بڑے بڑے اور حیران کن کام کیا کرتے تھے۔

اُس درخت سے اپنی زندگیوں کا موازنہ کرنے سے یہ فرق واضح ہو سکتا ہے کہ کیا ہم بھی روحانی پھلوں سے عاری تو نہیں۔ اور روح کے پھل یہ ہیں۔ مہربانی۔ نیکی۔ حلم۔ ایمانداری اور محبت ایک مسیحی کی پہچان یہی پھل ہیں۔ اگر کوئی ان روحانی پھلوں سے اپنی زندگی کو مزین نہیں کرتا تو وہ ایمانداروں میں شمار نہیں۔ مسیح میں قائم رہنے اُسکا دامن مضبوطی سے تھامے رہنے ہی کی بدولت یہ روح کے پھل میسر آسکتے ہیں۔ اگر شاگرد خداوند کے دامن کو مضبوطی سے نہ تھامتے تو آج وہ محض مچھیرے ہی ہوتے۔ مگر انہوں نے روحانی پھلوں کے ذریعے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

مقدس ہفتے کا تیسرا روز (منگل)

ا ۔ منگل کا روز غریب اور دولتمند زندگیوں کا آپس میں موازنہ ہے۔ مسیح خداوند نے چرنی میں جنم لیا اور یہ ثابت کیا کہ وہ غریبوں کیلئے عرش سے فرش پر آئے۔ اگرچہ وہ امیر انسانوں کیلئے بھی آئے۔ تو بھی امیر لوگ ہمیشہ اکثریتی طریق پر خداوند سے دور رہے۔ اس تصویر کو دیکھنے کیلئے لعزر اور امیر آدمی کی تمثیل پیش کی جا سکتی ہے۔

آج کے دن مسیح خداوند ہیکل میں گئے۔ عبادت میں شرکت کی۔ جب چندا اکٹھا کیا گیا تو دولت مندوں نے اپنے مال کی بہتات کے مطابق نذر کا چندہ ڈالا۔ مگر وہاں ایک کنگال بیوہ دو دمڑیاں جو اُسکا کل اثاثہ تھا لیکر آئی اور اپنی ناداری کی حالت میں سب کچھ قربان کر دیا۔ خداوند نے فرمایا۔ "اس کنگال بیوہ نے ان سب سے زیادہ ڈالا" اس نے خدا کو زیادہ دیا۔ اور زیادہ پیار کیا جبکہ امرائنے بہت کچھ رکھ بھی لیا اور جو دیا تو محض دکھاوے کیلئے تاکہ لوگ انہیں اچھا جانیں۔ یہ ریاکاری کی تصویر آج بھی کلیسیاء میں نظر آتی ہے۔ کلام مقدس میں سخاوت کی بابت یوں لکھا ہے کہ جب تو خیرات کرے تو جو تیرا دہنا ہاتھ کرتا ہے اسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے۔

ب ۔ بہت ممکن ہے اُسی دن یہودیوں نے خداوند کو پھانسنے کیلئے ایک دینار پیش کر کے استفسار کیا۔ "کیا قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں؟"

مسیح خداوند نے اُنکی منطق کے پیش نظر سکہ رائج الوقت طلب کیا اور خوب دیکھ بھال کے بعد فرمایا۔ "جو قیصر کا ہے قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو"۔

خداوند نے حکومت اور اہل اختیار کی مخالفت میں کبھی کچھ نہ کہا۔

یہود کا سکہ پیش کرنا ایک چالبازی تھی۔ انہیں کیا علم کہ وہ کون و مکاں کے خالق سے سوال کر رہے تھے۔ دراصل یہودی عالم شرع گمان غالب تھے کہ ان سے بڑھ کر دوسرا عالم نہیں ہو سکتا۔ مگر وہ اس میں کامیابی حاصل نہ کر سکے آخر انہیں یہ کہنا پڑا کہ وہ صاحب اختیار کی طرح تعلیم دیتا تھا۔

اس منگل کے دن کو اگر سکوں کا دن کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا

نوٹ: (راقم الحروف کے پاس دونوں سکے دمڑی اور دینار موجود ہیں اور ان کو ایک نظر دیکھا جاسکتا ہے)۔

مقدس ہفتے کا چوتھا روز (بدھ) ۔

اس دن خداوند نے ہیکل کے بارے میں پیشنگوئی کی متی 24:1-2 لوقا 21:6 خداوند کی یہ پیشن گوئی کسطرح حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی۔ اس پیشن گوئی کے بارے میں گفتگو کرنے سے پیشتر ہمیں چند ایک دیگر باتوں پر بھی غور کرنا ہو گا۔ مسیح خداوند یہودیوں کی ہر بات کو غور سے سنتے اور بمطابق حال مناسب جواب دیتے تھے۔ مگر گرفتاری اور موت سے قبل انہوں نے بڑی دلیری اور صفائی کے ساتھ یہودی قوم کا بھرکس نکال دیا۔ بار بار ریاکارو۔ فقیہہ و فریسیو۔ احمقو۔ اندھو کہہ کر مخاطب کیا۔ (متی 23: 13-36) اور یہودی اندھی قیادت کو باور کروا دیا کہ جو کچھ تمہیں ہونا چاہئے۔ وہ تو تم ہو نہیں اور جو کچھ ہو وہ سراسر بغض۔ کینہ۔ دکھاوا ریاکاری کے سوا اور کچھ نہیں چند ایک مکالمے جو انکی دلیری کا طرۂ امتیاز ہیں وہ ہمیشہ یاد رکھے جانے کے قابل ہیں۔ ایک نظر ملاحظہ ہو۔

1- اے ریاکارو! تم پر افسوس: تم نماز کو طول دیتے ہو صرف دکھاوے کیلئے۔

2- اے ریاکارو! تم پر افسوس: تم سونف اور زیرہ پر دہ یکی دیتے ہو۔ انسان کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھتے۔

3- اے ریاکارو! تم پر افسوس: رکابی کو اوپر سے صاف کرتے ہو لیکن اندر گندگی اور لوٹ ہے۔

4- اے ریاکارو! تم پر افسوس: تم سفیدی پھری قبروں کی مانند ہو۔

5- اے ریاکارو! تم پر افسوس تم نبیوں کے مقبرے بناتے ہو مگر انکے قتل میں شامل ہو۔

اے ریاکارو! ہابل کے خون سے لیکر برکیاہ کے بیٹے زکریاہ تک کے خون میں ملوث ہو۔

ان ایام میں کہی گئی باتیں ایک جراحت کاری کے مترادف تھیں۔ یہودی قوم کا سارا گناہ انکے سامنے رکھ دیا گیا۔ اور پھر فرمایا۔ "کہ تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے۔ متی 24:38"۔

ہیکل کی تباہی، بربادی اور یہودی قوم

آج کے دن کی خاص بات یہ ہے کہ شاگرد پُر مسرت لہجے میں ہیکل کی عمارت اور خوبصورتی کے بارے میں بتانے لگے مگر خداوند نے فرمایا "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہاں پر کسی پتھر پر پتھر باقی نہ رہے گا جو گرایا نہ جائے گا۔

اس ہفتے کی دو خاص باتیں جنہیں پیشنگوئی کا نام دینا بہتر ہو گا۔ وہ انکی اپنی موت۔ قبر پر فتح تھی اور دوسرے ہیکل کی بربادی کے سلسلے میں موت تو ایک ہفتے کے اندر اندر واقع ہو گئی پھر بڑی قدرت کے ساتھ جی اٹھنا خداوند کی دو ذاتوں کے اتحاد کا دوسرا ثبوت تھا۔ کہ موت پر قبر پر غالب آنا خداوند ہی کا خاصا تھا کسی انسان کا نہیں یہ پیشن گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ البتہ ہیکل کی اور مقدس شہر یروشلیم کی بربادی 70ء میں وقوع پذیر ہوئی۔

مقام افسوس ہے کہ جنرل ٹائیٹس نے یروشلم کا محاصرہ کر کے اینٹ سے اینٹ بجا دی ہیکل کو تو اسطرح برباد اور مسمار کیا کہ اسکی بنیاد کا نام و نشان مٹ کر رہ گیا۔ صرف دیوار گریاں جو ہیکل کا بقیہ ہے قائم ہے اور یہودی اپنے معمول کے مطابق ہر روز جا کر اس پر کھڑا ہو کر آہوزاری اور بین کرتا ہے۔ اگرچہ پورا اسرائیل (فلسطین) انکے پاس ہے پھر بھی وہ ہیکل کی مقدس جگہ پر نہیں جاسکتے۔ یہ جگہ یعنی مسجد اقصیٰ اور چٹان پر کا گنبد (Dome Of The Rock) ان کی رسائی سے باہر ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یہودی قوم خداوند کی برگزیدہ ہے اور خداوند نے ان سے

کہا۔ "میں نے تیری صورت اپنی ہتھیلیوں پر کھود رکھی ہے"۔ جو اس پر لعنت کرتا ہے یقیناً برباد ہو جاتا ہے۔ مگر خداوند نے انصاف کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ حال ہی میں ایک بین الاقوامی کانفرنس میں اسرائیل کے ربی ڈیوڈ روزن کے الفاظ نہایت غور طلب ہیں۔

"خدا نے دنیا میں دس گنا حسن بھیجا ایک حصہ دنیا پر اور نو حصے یروشلیم کے باشندوں کیلئے اور پھر خدا نے دس حصے ایذا اور مصیبت بھیجی۔ ایک حصہ ساری دنیا کیلئے اور نو حصے صرف یروشلم کیلئے"۔

خداوند مسیح کے صعود فرمانے کے 40 برس بعد یعنی 70ء میں ہیکل اور یروشلیم صرف برباد ہی نہ ہوا بلکہ یہودی قوم دربدر دھکے کھاتی پھری۔ ستم رسیدہ رہی اور یہ پیشن گوئی کہ تیرا گھر تیرے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے یوں سچ نکلی کہ ہٹلر نے ساٹھ لاکھ یہودیوں کو دوسری جنگ عظیم میں مروا ڈالا۔ یہودی قوم نے اس جنگ میں ہٹلر کے ہاتھوں جس طرح دکھ اٹھایا۔ تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

حضرت موسیٰ کے زمانے میں خروج کرتے وقت (خروج 12 : 37) یعنی آج سے تقریباً 3500 برس پیشتر یہودی مردوں کی تعداد چھ لاکھ تھی جن میں عورتیں اور بچے شامل نہ تھے۔ اگر ایک بیوی۔ ایک لڑکا۔ اور ایک لڑکی کو شامل کر لیا جائے۔ تو وہ گویا جو حضرت موسیٰ کی سپردگی میں مصر سے نکلے وہ تقریباً 4x6=24 لاکھ تھے آج تمام یہودیوں کی تعداد جو دنیا میں بستے ہیں تقریباً ایک کروڑ اور پینتیس لاکھ ہے اس میں سے

صرف نیویارک میں = 25 لاکھ
باقی تمام یو۔ ایس۔ اے میں = 25 لاکھ
روس میں = 20 لاکھ
یورپ اور دیگر ممالک میں = 30 لاکھ
اسرائیل میں = 35 لاکھ
کل تعداد = ایک کروڑ پینتیس لاکھ ہے

کڑی سزا کے باوجود یہودی قوم آج بھی باقی ہے۔ اگرچہ انکے پاس ایک ملک ہے ان کا طرز حکومت انتظام وانصرام قابل تعریف ہے۔ دنیا کے خوبصورت ترین لوگ ہیں۔ علمیت، حکمت، ٹیکنالوجی، فنون جنگ اور سائنس میں ساری دنیا سے آگے ہیں۔ انکا جوان بہترین پائیلٹ۔ بہترین سپاہی ہے دنیا کی تمام دولت اور تجارت میں صف اول میں انکا شمار ہوتا ہے۔ انکی ترقی کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا میں 100 میں سے 75 اعزازات شرافت صرف اور صرف یہودی قوم کے لوگوں نے حاصل کر رکھے ہیں۔ (Noble Prizes) بایں ہمہ آج اپنی ہیکل سے محروم ہیں۔ پرانی ہیکل کے احاطہ میں جہاں آجکل چٹان کا گنبد (Dome Of The Rock) موجود ہے مشرقی دروازہ جسے سنہری دروازہ (Golden Gate) بھی کہا جاتا ہے زیتون کے پہاڑ کے بالکل سامنے ہے یہ دروازہ بند پڑا ہے۔ مسیح خداوند کھجوری اتوار کو اسی دروازے میں سے داخل ہوئے تھے مسیحی لوگوں کا ایمان ہے کہ جس دن یہ دروازہ کھل گیا۔ مسیح خداوند کی آمد ثانی ہو گی۔ ساری دنیا کے یہودی یروشلیم اور گرد و نواح سے فراہم ہونگے۔ مسیح پر ایمان لا کر ان کا استقبال کریں گے۔ وہ دو ہزار سال پہلے تو آئے خوش آمدید نہ کہہ سکے مگر اب ضرور تیار ہونگے۔

یروشلم میں کوانسٹ چرچ میں آج دو ہزار یہودی ہر اتوار مسیحی عبادت میں شرکت کرتے ہیں۔ اور اقرار کرتے ہیں کہ وہ ہی مسیحا تھا جو آنے والا تھا۔

مسیح خداوند کے دوبارہ آنے سے پیشتر سلیمانی ہیکل کی جگہ ایک نئی ہیکل تعمیر ہو گی۔ جو خوبصورتی میں سلیمانی یا ہیرودیس کی بنائی ہوئی ہیکل سے کسی طرح کم نہ ہو گی۔

یاد رہے کہ پہلی ہیکل 1000 سال قبل از مسیح تعمیر ہوئی اور اسے سلیمان بادشاہ نے تعمیر کیا تھا۔ نبوکدنضر بادشاہ نے 586 ق۔م۔ پہلی بار شہر سمیت برباد کر دیا تھا۔ 536 ق۔م زربابل نے اسی ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرایا۔ اور اسکی مرمت کی۔ یہ ہیکل تقریباً 500 سال قائم رہی۔ پھر ہیرودیس بادشاہ نے مسیح خداوند کی پیدائش سے 20 ق۔م اسے

تیسری دفعہ تعمیر کیا اور یہ سلیمان بادشاہ کی ہیکل سے زیادہ خوبصورت تھی۔ اس کو تیسری بار ٹائٹس نے 70 عیسوی میں برباد کر دیا۔ آج چوتھی ہیکل کا انتظار ہے۔ جسکا ماڈل یروشلیم میں بنالیا گیا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کب اور کس وقت یہ چوتھی ہیکل تعمیر ہو گی۔ اگر آج تعمیر ہوتی ہے تو ہماری دنیا میں اس قدر خونریزی اور قتل و غارت کا بازار گرم ہو گا جس کا اندازہ لگانا انسانی بساط سے بعید ہو گا یہی وجہ ہے کہ ہیکل صرف چٹانی گنبد (Dome of the Rock) ہی کی جگہ تعمیر ہو گی یروشیلم یعنی سلامتی کا شہر آج تین (3) مذاہب کا مقدس شہر ہے 1- یہودیت 2- مسیحیت 3- اسلام۔ یہودی یروشلم کو اسرائیل کا دارالخلافہ مانتے ہیں۔ اور دنیا کے اکثر و بیشتر ممالک اسکو تسلیم کر چکے ہیں جس میں انڈیا' چین' جارڈن اور مصر بھی شامل ہیں۔

یہودی یروشلم کو مقدس شہر اور دارالخلافہ اس لئے بنانے کے خواہشمند ہیں کیونکہ داؤد بادشاہ ان کے لئے راس المال اور مائیہ ناز ہے۔ اسی بادشاہ نے پہلی بار اسکو فتح کیا تھا۔ اس وقت اس کا نام یبوس تھا۔

داؤد بادشاہ نے اسے فتح کرنے سے پہلے کہا تھا۔ کہ جو کوئی پہلے یبوسیوں کو مارے اور یروشلم کو فتح کرے وہ ہی سردار اور سپہ سالار ہو گا۔ یوآب بن ضرویاہ نے اسے سر کر کے سرداری حاصل کی۔ اسی سردار نے شہر مذکورہ کی مرمت کروائی اور اس کے بعد یروشلم "داؤد کا شہر" کہلانے لگا۔ (1- تواریخ باب گیارہ)۔

مسیحی دنیا کیلئے آج یروشلم ایک مقدس شہر اس لئے ہے۔ کیونکہ مسیح خداوند نے نہ صرف یہاں پرچار کیا بلکہ اپنی جان دی اور پھر تیسرے دن موت اور قبر پر فتح پائی۔ مسیح خداوند کی گرفتاری' موت اور جی اٹھنے کے تمام مقامات بتمامہ و بجنسہ (بالکل اسی طرح۔ ٹھیک ٹھاک) موجود ہیں۔ ان کا تعلق پرانے یروشلم سے ہے جو بڑی دلکشی کے ساتھ اپنی پرانی دیواروں کے جلو میں اسی طرح کھڑے ہیں۔ جس طرح پرانے شہر فصیلدار ہوا کرتے تھے۔ بلکہ ان میں سے چند ایک آج بھی محفوظ ہیں۔ مثال کے طور پر دمشق (شام) اور پرانا لاہور (پاکستان) وغیرہ۔

جہاں تک مقدس مقامات کا ذکر ہے۔ وہاں پرانی ہیکل کا احاطہ۔ انطونیہ کا قلعہ (جہاں مسیح خداوند کو پلاطوس کے سامنے پیش کیا گیا تھا) بالاخانہ۔ خداوند کی خالی قبر۔ مقام صلیب یعنی کلوری اور پھر وہ راستہ جس پر گامزن ہو کر خداوند نے کلوری کی طرف سفر شروع کیا تھا۔ تمام چودہ مقام کلوری اور قبر تک آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ کائفا کا محل بھی پرانے شہر کے اندر ہے۔ البتہ قدرون کا نالہ وہ جگہ جہاں مسیح خداوند روئے۔ گتسمنی باغ۔ زیتون کا پہاڑ یہ شہر کی فصیل سے باہر قائم ہیں۔

حیرت و استعجاب کی بات یہ ہے کہ گتسمنی باغ میں زیتون کے چند ایک درخت ایسے ہیں جنکے بارے میں سوچا جاتا ہے کہ یہ مسیح خداوند کے وقت سے ہیں اور جنکا پتا آج تک نہیں مرجھایا۔

یروشیلم آج اسقدر پھیل چکا ہے کہ آس پاس کی تمام پہاڑیوں پر یہودی آباد ہیں۔ انکے نئے اور عالیشان گھر ہیں۔ بمطابق آج کے دور وہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہیں۔ یہ یہودی روس اور دیگر ممالک سے ہجرت کر کے اسرائیل کا رخ کیے ہوئے آئے ہیں۔ کیونکہ یہودیوں کا واحد ملک اسرائیل ہے۔ یروشیلم راجدھانی ہے۔ وہی داؤد کا شہر اور وہی ان کا مقدس شہر ہے۔ یہی ایک جگہ ہے جہاں انہیں سکون دل اور تسکین روح میسر آسکتے ہیں۔

مقدس ہفتے کا پانچواں روز۔ (جمعرات) عید فسح کی تیاری کا دن

جمعرات کا روز عید فسح سے ایک دن پہلے کا روز ہے۔ اس دن یہودی عید فسح کیلئے تیاری کیا کرتے تھے۔ عید فسح اور عید فطیر ایک ہی دن یا عید کے دو نام ہیں۔ عید فسح یہودیوں کیلئے ایک حکم خداوندی تھا۔ جو حضرت موسیٰ کے زمانے سے جاری ہوا۔ اس کا تفصیلی ذکر خروج باب 12 میں پایا جاتا ہے۔ روز مذکورہ پر ہر شخص اپنے آبائی خاندان کے مطابق ایک برہ لیتا۔ برے کا بے عیب بے داغ اور یک سالہ ہونا ضروری تھا۔ اسرائیلیوں کی ساری جماعت شام کو برے کو ذبح کرتی۔ آگ پر بھون کر یہ گوشت کھالیا

جاتا۔ برّے کا خون گھر کی چوکھٹ پر، دو طرف اور اوپر کی طرف لگا دیا جاتا۔ یہ قربانی کا حکم
حضرت موسیٰ کو بنی اسرائیل کیلئے نسل در نسل ماننے کو کہا گیا۔ کیونکہ یہی وہ دن تھا جب
بنی اسرائیل مصر کی غلامی سے نکالے گئے۔ اس دن کو عبادت کے طور پر مانا جاتا تھا۔
خداوند نے فرمایا "جب تمہاری اولاد تم سے پوچھے کہ اس عبادت سے تمہارا کیا
مقصد ہے تو تم یہ کہنا کہ یہ خداوند کی فسح کی وہ قربانی ہے جو مصر میں مصریوں کو مارتے
وقت بنی اسرائیل کے گھروں کو چھوڑا گیا۔ اور یوں ہمارے گھروں کو بچا لیا" خروج
12-26-27 خداوند کا فرشتہ بنی اسرائیل کو چھوڑ کر گزر گیا اور انکے گھر دسوں آفتوں سے
محفوظ رہے۔ فسح کا مطلب ہے "گزر جانا" یا Pass Over یعنی فرشتہ کا گزر جانا اور
آفت کا ٹل جانا۔

عید فسح اور کفارہ کی حقیقت

عید فطیر یا فسح کی قربانی یعنی ایک برّے کا ذبح کرنا ایک قربانی کے طور پر کفارہ تھا۔
جو ایک اسرائیلی گنہ گار انسان اپنے گناہوں ناراستی اور نجاست کو دور کرنے کیلئے گزرانا
کرتا تھا بلاشبہ کفارہ خدا کے حکم کے اور موسوی شریعت کے عین مطابق تھا۔ مگر مندرجہ
ذیل چیزیں نظر انداز نہیں کی جا سکتیں

ا۔ کفارہ تبادل تھا

گناہ انسان کی زندگی میں موجود ہے۔ داؤد بادشاہ نے کیا خوب کہا ہے۔ "میں نوں
وچ گناہ دے جمیا میری مائی" انسان سے گناہ سرزد ہوتا ہے۔ دراصل انسان از خود گناہ
سے بچ نہیں سکتا۔ پس جب کبھی کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرتا۔ اسکا گناہ خواہ کتنا گھنونا
ہوتا۔ مگر سزا ایک بے زبان، معصوم اور بے گناہ جانور کو دی جاتی تھی۔ ایک ایسے جانور
کو جسے پتہ بھی نہ ہوتا تھا۔ کہ اسے کیوں ذبح کیا جا رہا ہے۔ کس کے لئے یا کس کے گناہ
کی پاداش میں اسے سزا مل رہی ہے۔ مصر سے نکلتے وقت یہ قربانی دی گئی تاکہ ایک

اسرائیلی خاندان بچ جائے اور اسکے گناہ ایک بے گناہ برّہ پر لاد دیئے گئے۔ اور یوں تبادل
کفارہ انجام پاتا۔

ب۔ کفارہ کا بے عیب ہونا ضروری تھا

پطرس 18-1 میں مرقوم ہے کہ تمہاری خلاصی فانی چیزوں یعنی سونے چاندی کے
ذریعے نہیں بلکہ ایک بے عیب اور بے داغ برّے یعنی مسیح خداوند کے بیش قیمت خون
سے ہے۔ گویا ایک برّے کی قربانی کیونکر کفارہ اور اس اصول پر پورا اتر سکتی تھی کیونکہ یہ
نہ تو بے عیبی کا دعویدار اور نہ ہی خداوند کی قربانی کا نعم البدل ہو سکتی تھی۔

ج۔ کفارہ کا کامل ہونا ضروری تھا۔

بیل بکرے اور برّے کا کفارہ کیسے کامل ہو سکتا تھا؟ انسان خود کامل نہیں کیونکہ وہ
گنہگار ہے۔ چہ جائیکہ جانور انسان کی جگہ لے اور اس کا کفارہ دے۔ ضرورت ایک کامل
بے داغ کفارے کی تھی۔ برّہ یا بکرا کامل اس طور تو ضرورت تھا کہ وہ صحت مند ہوتا۔
لنگڑا نہ ہوتا۔ دونوں آنکھیں صحیح و سالم ہوتیں۔ مگر روحانی اور جسمانی طور کامل نہ تھا۔
اس لئے ضرورت تھی ایک انسانی کفارے کی جو کامل ہو۔

د۔ کفارہ راضی برضا ہونے کی ضرورت تھی۔

بے زبان جانور کیسے کہہ سکتا تھا۔ کہ چونکہ میرے آقا یا مالک نے گناہ کیا ہے اسکے
گناہ کی خاطر میں مرنے کو تیار ہوں جبکہ مسیح خداوند کیلئے کہا گیا ہے۔
خدا کا یہ برّہ جو جہان کے گناہ اٹھا لے جاتا ہے۔
یوحنا کی انجیل میں زبان مبارک سے فرمایا "کوئی میری جان نہیں لیتا میں اپ اپنی
جان دیتا ہوں۔
مسیح خداوند ایک راضی برضا کفارہ ہے۔
ارشاد خداوندی ملحوظ خاطر رہے "خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا

اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے"۔

اصلی کفارہ سوائے خدا کی ذات کے اور کوئی نہیں دے سکتا اور وہ بھی تمام دنیا کے لئے پاک کلام کی ایک آیت ملاحظہ ہو۔

اس نے اپنے آپ کو ایک ہی بار نذر چڑھا کر سارے جہان کیلئے کافی کامل قربانی نذر اور معاوضہ دیا"۔

ر۔ کفارہ کا ہم جنس ہونا ضروری تھا۔

حضرت موسیٰ کے وقت سے پہلے جانور قربان کئے گئے لیکن وہ ہم جنس نہ تھے بلکہ انسان کی جگہ کو پر کرنے کیلئے کھڑے کر دیئے جاتے تھے۔ مسیح خداوند ہم جنس کفارہ تھا۔ گنہ گار انسان کی جگہ ایک کامل کفارہ یعنی انسانی شکل میں موجود پایا گیا۔ وہ ہم جنس ہونے کے اصول پر پورا اترا اور قربان کر دیا گیا۔

1- یوحنا 5-3: وہ اس لئے ظاہر ہوا کہ گناہوں کو اٹھا لے جائے۔ گویا اسکی ذات میں ہرگز گناہ نہ تھا۔ مسیح یسوع نہ صرف ہم جنس تھا بلکہ یہ کہ وہ انسان بنا مگر اسکی ذات اقدس گناہ سے مبرا تھی۔ خداوند نے فرمایا۔ "میں دنیا کا نور ہوں۔ اور نور میں تاریکی نہیں ہوتی۔ نور ہمیشہ تاریکی پر غالب آتا ہے بلکہ نور کی موجودگی میں تاریکی کو اپنے آپ کو قائم رکھنا مشکل ہو جاتا"۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

انسان کا اس نے روپ لیا خود خالق آیا چرنی میں
وہ لامحدود کلام اللہ بن طفل سمایا چرنی میں
وہ باری ذات نیاری تھی۔ لی اس نے شکل ہماری تھی
ظلمت کا پردہ دور ہوا جب قدم ٹکایا چرنی میں

انسان کے گناہ کو دور کرنے اور اسکا کفارہ دینے کیلئے ضرورت تھی کہ الٰہی ذات قربان ہو۔ اس سے عہدہ برا ہونے کیلئے خدا نے انسانی شکل اختیار کی۔ اور کفارہ دیا جو ہم

جنس تھا۔ کامل تھا۔ راضی برضا تھا۔ متبادل ہی نہ تھا بلکہ بے عیب اور بے داغ بھی۔

عیدِ فسح اسی کفّارہ کی طرف اشارہ کرتی تھی۔

خداوند جانوروں کی قربانی سے اکتا گیا۔ زبور 16 : 51 کیونکہ قربانی میں تیری خوشنودی نہیں اور سوختی قربانی سے تجھے کچھ خوشی نہیں۔ عبرانیوں 6 : 10 پوری سوختنی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں سے تو خوش نہ ہوا۔

اور وہ انسانی دماغ سے اس غلو کو دور کرنا چاہتا تھا۔ کہ جانور کی قربانی سے خدا خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ راستی اور سچائی سے۔ خداوند نے فرمایا "کہ اسکے پرستار روح اور سچائی سے اسکی پرستش کریں"۔ عیدِ فسح کی رات وہ مقدس رات تھی کہ اس برّے کا جو بے عیب اور بے داغ تھا۔ اور ہم جنس یعنی انسانی روپ میں آموجود ہوا کفّارہ دیا جائے۔ یسعیاہ نبی نے برسوں پہلے اس کفارہ کی طرف اشارہ کر دیا انکی پیشگوئی یسعیاہ باب 53 پر محیط ہے۔

حقیر و مردود۔ مردِ غمناک اور رنج کا آشنا۔

اس نے ہماری مشقتیں اٹھا لیں۔ ہمارے غموں کو برداشت کیا۔ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا۔ وہ ہماری خطاؤں کے سبب گھائل کیا گیا ہماری بدکرداری کے باعث کچلا گیا۔ ہماری سلامتی کی خاطر اس پر سیاست ہوئی۔ تاکہ اسکے مار کھانے سے ہم شفا پائیں۔ اس نے بہتوں کے گناہ اٹھا لئے اور خطاکاروں کی شفاعت کی۔

صلیبی واقعات۔

ا۔ آج یہ خدا کا برّہ جمعرات کی شام کو گیارہ بجے بالا خانے سے زیتون کے پہاڑ کی طرف گیا۔

ب۔ بارہ بجے سے ایک بجے تک گتسمنی باغ میں جان کنی کی حالت میں تھا غالب نے کیا ہی اس منظر کو لکھا ہے۔

ہر بُنِ مُو سے ذکر نہ ٹپکے خونِ آب
حمزہ کا قصہ ہوا عشق کا چرچا نہ ہوا

خداوند کا پسینہ خون کی بڑی بڑی بوندیں بن کر گر رہا تھا۔ شاعر نے کتنا خوبصورت مفہوم بیان کیا ہے کہ یہ محبّت کا ٹھوس اور واضح ثبوت تھا جس نے محبّت کی اصلیت اور گہرائی کے معنی فراہم کر دیئے۔

ج۔ جمعہ: رات دو بجے گرفتاری عمل میں آئی یہوداہ اسکریوتی نے زندگی کے مالک کا تیس روپے میں سودا کر ڈالا۔

د۔ 2 بجے کے بعد حنا اور کائفا کے روبرو پیشی سنہیڈرم اور سردار کاہن اور کائفا نے موت کا فتویٰ دے دیا۔ (یہ واجبُ القتل ہے)۔

ڈ۔ ساڑھے پانچ بجے پلاطوس کے سامنے پیشی۔

ذ۔ چھ بجے صبح جمعہ کے روز ہیرودیس کے سامنے پیشی۔

ر۔ سات بجے واپس پلاطوس کے سامنے دوسری پیشی۔

(یسوع پلاطوس کے سامنے کھڑا ہے۔ اور یہودی باہر صحن میں ہیں۔ پلاطوس کی بیوی خواب دیکھتی ہے۔ اور پیغام بھیجتی ہے۔ اس نیک انسان سے کوئی سروکار نہ رکھنا۔

ڑ۔ آٹھ بجے برابا کو چھوڑ دیا گیا۔ پلاطوس نے یہودیوں کے سامنے ہاتھ دھوئے۔

ش۔ 9 بجے تصلیب ہلکتا۔

اُسکے ہاتھوں اور پاؤں میں کیل ٹھونکے گئے اور اُسے دو ڈاکوؤں کے درمیان مصلوب کر دیا گیا۔

اُس کے تجسّم کا مقصد موت تھا۔ عبرانیوں 14_2۔

اور یہ موت فدیّہ کے طور پر دی گئی۔ متّی 28_20۔

جو کام شریعت جسم کے سبب سے کمزور ہو کر نہ کر سکی وہ خدا نے کیا رومیوں 3_8

حیرت انگیز انکشاف

عین اُس وقت جب بنی اسرائیل اپنے گناہوں کا کفّارہ عیدِ فسح منا کر ہر سال بکروں

اور بڑوں کی شکل میں دیا کرتے تھے اُسی دن اور اُسی وقت وہ برہ خداوند یسوع کے روپ میں کُل دُنیا کیلئے قربان کر دیا گیا۔ اور یوں ایک کامل اور عوضی قربانی گزران کر کفارہ دے کر گناہوں کو ہمیشہ کیلئے دور کر دیا گیا۔ یہ خداوند کی رضا سے ہوا۔ اور انسانی عمل کو اس میں قطعاً" دخل نہ تھا۔

جمعہ

مسیحی اصطلاح میں اِس دن کو مبارک جمعہ یعنی Good Friday کا نام دیا جاتا ہے ہم دیکھ چکے ہیں کہ مسیح خداوند نے کس طرح ایک زبردست پروگرام کے تحت اپنی گرفتاری پیش کی۔ بوقتِ مقدّمہ کس طور سے اُس پر الزامات کی بوچھاڑ کی گئی آپ نے فرمایا تھا۔ متی 11:29 "میں حلیم ہوں اور دل کا فروتن"۔

آپ نے خداوند ہوتے ہوئے ایک بڑی ذلّت کا سامنا کیا پھر سب کچھ برداشت کر کے صلیب اُٹھا کر کلوری کی طرف چل دیئے اِس سارے اندوہناک' واقعہ میں سے چند ایک باتیں انتہائی غور طلب اور معنی خیز ہیں۔

مسیح خداوند کا اپنی گرفتاری موت اور جی اُٹھنے کا پہلے سے ذکر کرنا اور شاگردوں کو آگاہ کرنا کہ وہ یروشلم کو جاتے ہیں اور ضرور ہے کہ ابنِ آدم غیر قوموں کے حوالہ کیا جائے۔ متی 20:18۔ علیم کل ہونے کا ثبوت تھا۔

پطرس کا فخر اور انکار

اِس میں شک کی گنجائش نہیں کہ پطرس ایک وفادار شاگرد تھا۔ وہ زبردست لیڈر مسیح خداوند کا خاص مصاحب تمام شاگردوں میں سب سے زیادہ پُرکشش شخصیت کا مالک اور جذبات سے مغلوب یعنی خداوند کی خاطر مرنے اور مارنے کیلئے ہر وقت تیار۔ مگر جلد بازی اور ضرورت سے زیادہ فخر کرنے والا انسان واقع ہوا تھا۔ مسیح خداوند سے بڑے فخریہ انداز میں مخاطب ہوتا ہے کہ میں تیرے ساتھ مرنے کو تیار ہوں۔ یہ فخر ٹوٹ گیا اور تین

دفعہ ٹوٹا۔

دل کی ویرانی کا کیا مذکور
یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

خداوند یسوع نے اُس کے فخر کے جواب میں فرمایا۔ "پطرس! آج مرغ اذان نہ دے گا جب تک تو میرا تین بار انکار نہ کرے کہ مَیں یسوع کو نہیں جانتا۔ لوقا 34_22۔

بعد میں ہمیں پطرس سے کس قدر ہمدردی ہو جاتی ہے۔ جب وہ اشکِ شفق گوں کا متحمل ہوتا ہے اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے۔ اور کس خوبصورتی سے اُس کا ازالہ کرتا ہے اُس کی اشکباری اُسکی غلطی کو بہالے جاتی ہے اور وہ ہمدردی کا مستحق بن جاتا ہے۔

پطرس کا رونا اور داؤد بادشاہ کا بت سبع کے ساتھ گناہ کی حالت میں کفِ افسوس ملنا اور پریشان و پشیمان ہونا دو ایسے واقعات ہیں جو انسانی گھمنڈ، غرور اور کمزوری کو ظاہر کر دیتے ہیں۔

3_ گتسمنی باغ میں عرق ریزی اور دلسوزی کی حالت میں دعا ۔

اِتنے بڑے امتحان میں سے گزرنے کیلئے مسیح خداوند نے پوری توجہ دعا پر صرف کر دی اور خداوند کو نہ چھوڑا۔ دونوں جہانوں کے خالق و مالک کے الفاظ قابل شنید ہیں۔ جو اُسکی باپ سے تابعداری کی عکاسی کرتے ہیں۔

"تو بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو"۔

آج کا اِنسان دعا کرتے وقت الفاظ تو یہی اِستعمال کرتا ہے مگر مطلب کچھ اور ہوتا ہے جیسے اے خداوند! آسمان پر تیری مرضی پوری ہو اور زمین پر میری مرضی کو پورا ہونے دے۔

مسیح خداوند کا دوزانو ہو کر دعا کرنا۔ دلسوزی کی حالت میں دعا کرنا اپنے آپ کو صلیبی دکھ کے لئے پوری طرح تیار کرتا تھا۔ بالکل اُسی طرح جیسے ایک کھلاڑی مقابلہ کے

لئے محنت اور تکلیف اُٹھا کر اپنے آپ کو تیار کرے۔

4_ دخترانِ یروشلم کا رونا ۔

خداوند کی صلیب کا وقوعہ سب کے لئے دِل خراش تھا۔ یہاں تک کہ دخترانِ یروشلم نے اِس دن اِس مقدس شہر کو آہ و بکا اور سسکیوں کی بدولت اِس قسم کے منظر میں بدل دیا جو بعد میں آج تک پھر دیکھنے میں نہیں آیا۔ خداوند نے انہیں روتے دیکھ کر فرمایا۔ "اے یروشلم کی بیٹیو! میرے لئے نہ روؤ بلکہ اپنے اور اپنے بچوں کیلئے روؤ۔ لوقا 23:28۔

یہ وہ خواتین تھیں جو مسیح خداوند کی بے گناہی پر روتی ہیں کہ جب ہرے درخت کے ساتھ یہ کچھ کیا گیا تو سوکھے درخت کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا جائے گا۔ اُن کا رونا یہودی قیادت کے خلاف رونا تھا۔ جن کا ظلم اِنتہا کو چھو رہا تھا اُنھوں نے ایک بے گناہ بے خطا اور بے جرم شخصیت کو مصلوب کر دیا۔

دنیا میں کچھ ایسی معروف ہستیاں بھی گزریں جنکی سفاکی کی داستانیں رونگٹے کھڑے کر دینے کے لئے کافی تھیں۔ اُن سفاک انسانوں میں قیصر نیرو روم کا بادشاہ، چنگیز خان، ہلاکو خان، تیمور لنگ، ہٹلر اور برطانیہ کی خونی ملکہ میری ٹیوڈر جنھوں نے اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے اور اپنی عنا کی تسکین کے لئے کتنے ہی ظلم ڈھائے مگر ضرورت اِس بات کی ہے کہ مسیح خداوند کے صلیبی دکھ کو دیکھ کر خیال گزرتا ہے کہ ایک ظالم کے ظلم کی سزا کیا ہو سکتی ہے جس نے اپنے جذبات کی تسکین کی خاطر مجبور اور کمزور اِنسانیت پر ایسا ظلم توڑا کہ اِنسانی تاریخ بھی لرزہ براندام ہو کر رہ گئی۔ سارے ظلم ایک اِس ستم کے سامنے سر جھکا گئے۔ اِن جیسے ظالموں پر یروشلم کی بیٹیوں کو رونے کی ضرورت ہے۔

اِک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر
ہم غریبوں کی محبت کا اُڑایا ہے مذاق

پلاطوس اور اسکی بیوی کا خواب

رُومی سلطنت کا صُوبائی دارالخلافہ قیصریہ میں ہُوا کرتا تھا۔ مگر رُومی حاکم وقت کے تقاضے کے مطابق کبھی کبھار یروشلم میں انتظامی امور نپٹانے آیا کرتا تھا۔ اُن دنوں اتفاق سے رُومی گورنر پینطس پلاطوس یروشلم آیا ہُوا تھا جب مسیح خُداوند کو اُن کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو وہ بے بسی کے سمندر میں غوطے کھانے لگا۔ وہ کیا کرے کیا نہ کرے اُس کا متلاطم دِل و دماغ ہیجان کی نظر ہو گیا۔ یہ بات پاک کلام کی روشنی میں پایۂ ثبوت کو پہنچی ہے کہ وہ از خود دلی طور پر خُداوند کو چھوڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ وہ خداوند کی گرفتاری سے جو حسد کی وجہ سے تھی۔ پُوری طرح آگاہ تھا۔ جب وُہ اسی فکر و تردّد میں اُلجھا ہُوا تھا تو اس کی بیوی جس کا نام روایت کے مطابق کلاڈیا پروکولا تھا نے ایک خواب دیکھا اور اُس وقت رات کا پچھلا پہر تھا۔ رات اپنی سیاہ چادر سمیٹ رہی تھی اور دن کا اُجالا پھیل کر دُنیا کے نُور کی حقیقت کو ظاہر کر رہا تھا۔

(Women of the Bible by H.V Morton pg : 158)

کلاڈیا نے اپنے شوہر کو پیغام بھیجا "کہ تو اِس راستباز سے کچھ سروکار نہ رکھ۔ کیونکہ میں نے آج خواب میں اِسکے سبب سے بہت دُکھ اُٹھایا ہے"۔

سردار کاہنوں نے پلاطوس سے تقاضا کیا کہ وہ اُن کی خاطر برابا جو کسی بغاوت کے سلسلے میں اور غارتگری کی وجہ سے قید تھا چھوڑ دے۔ اِن کی پسند ایک راستباز یسُوع نہیں بلکہ صرف برابا ہی ہو سکتا تھا۔ اُنہوں نے زندگی دینے والے کی بجائے زندگی لینے والے کا مطالبہ کیا روشنی دینے والے کو نہیں اندھیرا پھیلانے والے کو ترجیح دی۔ اُنہوں نے خوراک مہیا کرنے والے کو نظر انداز کر کے لیٹرے کو پسند کیا۔ اُنہوں آسمانی اور ازلی شخصیت سے عداوت اور زمینی دُرشت انسان سے محبت کی۔

پلاطوس اِن کی نادان حرکات پر تلملا کر رہ گیا۔ اُسے بیوی کے پیغام کو بھی خیال میں رکھنا تھا۔ لوگوں کے بلوے سے بھی ڈرتا تھا پس اُس نے نہایت دانشمندی سے کام لیا۔ پانی منگوایا اور ساری جنتا کے رُوبرُو ہاتھ دھو کر کہا۔

"میں اس راستباز کے خون سے بری ہوں تم جانو!"۔

وہاں پر موجود لوگوں نے کہا "اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر"۔

کاش یہودی لوگ اپنے پاپ اور غلطی کا انصاف خود نہ کرتے کیونکہ آج تک یہودی قوم اسی بے گناہی کے خون سے لت پت چلی آرہی ہے۔

اِس قوم نے مادرِ گیتی کے ہاتھوں جو ظلم سہے اسی ظلم اور خون کی پاداش میں اُس کی داستان سب پر عیاں ہے کسی مظلوم اور بے گناہ کا خون رائیگاں نہیں جاتا۔ وہ ہابل کے خون کی طرح زمین سے پکار اُٹھتا ہے۔

کلاڈیا پروکولا کیلئے اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک یورپین خاتون تھی۔ کیا اُس نے کبھی مسیح خداوند کو دیکھا تھا؟ جواب مثبت بھی ہو سکتا ہے۔ اور منفی بھی مگر یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے۔ وہ معجزات کی بابت سن کر تعلیم کو جان کر اور کہی ہوئی باتیں سن کر مشرف بہ مسیحیت ہو گئی ہو گی۔ اور تن من اور دھن سے خداوند کو مریم مگدلینی کی طرح پیار کرتی ہو جو یہودیہ کے علاقہ کی سب سے زیادہ بحث واتفاقی کا موضوع بنی رہی ہو کیونکہ غریب، امیر، بچے، جوان، بڈھے، یہودی، غیر یہودی اور رومی افواج سب ہی تار عنکبوت کی مانند مسیح خداوند کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ خداوند نے فرمایا۔ "راہ حق اور زندگی میں ہوں" پس ضروری تھا کہ جہاں خداوند ہوں وہاں زندگی ہو لیکن سب ایمان کی حالت کے لئے نہیں بلکہ اُس کا جلال اور جلوہ دیکھنے کے لئے۔

ایک عورت کے لئے یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ زیادہ حساس ہوتی ہے وہ پلاطوس کی جیون ساتھی ہوتے ہوئے اُسے آنے والے غضب سے بچانا چاہتی تھی۔ اِس لئے اُس کا پیغام پلاطوس کے لئے مشعل راہ بن گیا۔

اُس نے کوشش ضرور کی کہ بلوہ کوڑوں تک محدود رہے مگر مجبوری آڑے آئی۔ پھر بھی اُس نے ہاتھ دھو کر گناہ کا ذمہ اتار پھینکا۔ اُس کے موقف کو کلاڈیا نے ضرور تقویت بخشی۔ خاص کر جب پلاطوس نے کہا کہ وہ راستباز ہے اور میں اِس میں کوئی قصور نہیں پاتا۔

کلاڈیا کے بائیس الفاظ (22) (متی رسول کی انجیل کے مطابق 19_27) پلاطوس کے فیصلہ میں بہت زبردست ثابت ہوئے۔ صرف اس ڈر سے کہ اُلٹا بلوا نہ ہو جائے وہ ایک حاکم اور جج کی طرح اپنا فیصلہ نہیں دیتا بلکہ مسیح خداوند کو اِن کے حوالہ کر کے کہتا ہے تم جانو! میں اِس کے خون سے بری ہوں"۔

دراصل خداوند کے پروگرام اور مرضی کے خلاف کس کا زور چلتا ہے۔ یہ تمام لوگ اُس وقت پیدا ہی اِس لئے ہوئے تھے کہ مسیح خداوند کی تصلیب تک اپنے ظلم کے سفر کو جاری رکھیں۔

پلاطوس چاہتا تو خداوند مسیح کو چھوڑ بھی سکتا تھا مگر وہ اپنی جان بچا گیا۔ ایک جج کی حیثیت سے جب یہ تسلیم کر لیا کہ فراہم کردہ ملزم بے قصور ہے۔ تو چاہے کچھ بھی ہوتا کتنی مخالفت ہوتی اُسے انصاف کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے تھا۔ پلاطوس دنیا دار' بے ایمان اور بت پرست اِنسان تھا۔ اُسے انصاف کا دامن تھامے رکھنا شاید زیادہ عزیز نہ تھا۔ بلکہ یہ کہ رومی سلطنت کے ایک صوبہ میں جس کا وہ حاکم تھا۔ بغاوت نہ ہو خیال زیادہ دامن گیر تھا۔

پنطس پلاطوس کا نام ہمیشہ زندہ رہنے والا نام بن گیا ہے رسولی عقیدہ میں ہم اقرار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسیح خداوند نے پنطس پلاطوس کے عہد میں دکھ اُٹھایا۔

سلطنت روما بلا کم و کاست پانچ سو سال تک قائم رہی اور جس قدر جاہ و جلال اور عظمت روما سلطنت کو نصیب ہوئی شاید آج کل یو۔ایس۔اے حکومت اور کل کی برٹش ایمپائر کو بھی حاصل نہ تھی۔ حالانکہ برٹش ایمپائر کی بابت یہ مشہور تھا کہ

"The Sun never sets on the soil of the British Empire"

پلاطوس رومن سلطنت کا ایسا گورنر تھا جس کا نام بائبل مقدس میں یسوع مسیح کی گرفتاری اور موت کے حوالے سے قیصر روم سے بھی زیادہ جلی حروف میں لکھا گیا ہے۔ عوام الناس پلاطوس کو کسی قیصر یا ہیرودیس سے زیادہ جانتے اور سنتے ہیں خاص کر جب کہ مسیحی عقیدے کا ورد کیا جاتا ہے۔

پلاطوس کا انجام

پلاطوس کی موت کے بارے میں مشہور ہے کہ اُس کا انجام عبرتناک ہوا۔ اور ہیرودیس جس نے مسیح خداوند کی ولادت کے موقع پر معصوم بچوں کو مروا ڈالا تھا ایک بھیانک بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ اور تڑپ تڑپ کر جان دے دی اور اُن کی حالت کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں جنہوں نے یہ منظر دیکھا۔ اُن کا کہنا ہے۔ اگرچہ اُس نے از خود مرنا چاہا مگر موت نہ آئی بہت بری موت مرا۔

نبوکدنضر بادشاہ نے یہودیوں کو اسیر کر لیا۔ اور ہیکل کو زمین بوس کر ڈالا۔ ایک مدت تک جانور کی طرح گھاس کھاتا رہا۔ پلاطوس نے بالآخر خود کشی کر لی۔ شاید اُسے یہ غم لے ڈوبا کہ اُس نے اپنی زندگی میں وہ کچھ نہ کیا جس کی توقع کوئی نیک اِنسان کر سکتا تھا۔ خاص طور سے یہ کہ وہ مسیح جو اُس کے تحت عدالت کے حکم سے مصلوب ہوا۔ آخر کار جی اٹھا اور یہ ثابت کر گیا کہ اختیار اگر اوپر سے نہ دیا جاتا تو پلاطوس کا نہ ہوتا۔ (مسیح کی گرفتاری اور موت صفحہ 108 جیمس سٹاکر لکھتے ہیں۔ کہ خود کشی کے بعد پلاطوس کی بے چین روح دنیا میں بھٹکتی پھری اور لوگوں کے لئے دہشت کا باعث بنی رہی۔

مریم مگدلینی

راستباز مریم مگدلینی وہ شخصیت ہے جو گمنامی کے پردہ سے اُٹھ کر "عرش معلی تک پہنچی" یہ وہی معروف عورت ہے جس میں سے خداوند یسوع نے سات بد روحیں نکالی تھیں۔ تبریاس یعنی گلیل کی جھیل کے پاس کفر نحوم جاتے ہوئے راستے میں اُس کا مزار دیکھا جا سکتا ہے۔ جو آج ویرانی اور بے بسی کی تصویر پیش کر رہا ہے۔ مریم اِسی جگہ کی رہنے والی تھی۔ اُسی نے آنسوؤں اور بالوں سے خداوند کے پاؤں صاف کئے تھے۔ اور قیمتی عطر سنگ مرمر کے عطردان میں لیکر آئی۔

یہ تصویر مقدس لوقا نے ساتویں باب میں پیش کی ہے۔ اور اس موقع کی نشاندہی

کی ہے جب مسیح خداوند شمعون فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا تھا۔ (ویسے مریم مرتھا کی بہن نے بھی مسیح خداوند کے پاؤں پر عطر ڈالا اور بالوں سے اُس کے پاؤں پونچھے۔ وہ عطر جٹاماسی کا تھا اور آدھ سیر تھا۔ یوحنا 12 ب۔

مریم مگدلینی اُن خواتین میں سے تھی جس میں سے مسیح خداوند نے سات بد رُوحیں نکالی تھیں۔ مریم مگدلینی، یُوآنہ سوسناہ اور مسیح خُداوند کی اپنی ماں مریم بلکر خُداوند کے پرچار میں اُس کی مدد کرتیں اور اپریل کے ماہ میں پرسحوسے یروشلم جایا کرتی تھیں اور پھر آخری دنوں میں بھی خُداوند کے ساتھ رہیں۔

مریم مگدلینی کی بابت یہ خیال زُبان زدِ خاص و عام ہے کہ وہ بدکار عورت تھی۔ اور فاحشہ یا کسبی تھی۔ لیکن پہلی تین صدیوں میں مسیحی کلیسیاء نے کبھی اس قسم کا خیال پیش نہیں کیا۔ یہ متضاد خیال چوتھی صدی سینٹ امبروز (Saint Ambrose) کے وقت سے چل نکلا۔ مریم کو شمعون فریسی نے بدچلن ضرور کہا۔ کیونکہ وہ فریسی ہونے کے ناطے اپنے آپ کو راستباز سمجھتا تھا۔ دیگر مریم سات بد رُوحوں کا شکار رہی تھی۔

مسیح خُداوند نے مریم کو فریسی سے زیادہ پیار کیا اور کہا کہ "تیرے گُناہ معاف ہوئے۔ سلامت چلی جا" اُس دن مریم مگدلینی نے خداوند کو دیکھا۔ جب انہوں نے موت اور قبر پر فتح حاصل کی مُقدس لوقا باب 8 کے مطابق وہ مسیح خداوند کی خدمت گزاروں میں سے ایک تھی۔ اور اُس کے خاص ساتھیوں میں شامل تھی یہی مریم تھی جس نے خُداوند کی مصلوبیت کا رقت انگیز اور دلخراش واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور اتوار کی صبح اُسکی بیقراری اُسے خُداوند کی قبر پر لے گئی اور زندہ مسیح کا نظارہ کیا۔

بے شک وہ یسوع کی خاص شاگردہ تھی اور نئے عہد نامے میں اُس کا وہ مقام ہے جسے پانے کی ہر کوئی تمنا کر سکتا ہے جیمس شاکر کے الفاظ میں "کوئی عورت ایسی نہیں ملتی جس نے کبھی یسوع کی مخالفت کی ہو اُسے دھوکہ دیا ہو صلیبی موت اور دُکھ میں اُس کا ہاتھ ہو یا اُسے چھوڑ کر بھاگ گئی ہو۔ وہ مریم مگدلینی کی طرح خداوند کو پیار کرتیں اُس کے پاؤں دھوتیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں"۔

The women of The Bible by H.V. Morton

✪✪✪

باب دوم

سات صلیبی کلمات

پہلا کلمہ ۔ معافی کا کلمہ ۔ لوقا 23:34 ۔ اے باپ! اِن کو معاف کر، کیونکہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔

دوسرا کلمہ ۔ نجات کا کلمہ ۔ لوقا 23:43 ۔ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہو گا۔

تیسرا کلمہ ۔ محبت کا کلمہ ۔ یوحنا 19:27 ۔ اے عورت! دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے اور شاگرد سے کہ دیکھ تیری ماں یہ ہے۔

چوتھا کلمہ ۔ کفارہ کا کلمہ ۔ متی 27:45:46 اے میرے خدا! اے میرے خدا ۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

پانچواں کلمہ ۔ جسمانی دکھ کا کلمہ ۔ یوحنا 19:28 ۔ میں پیاسا ہوں۔

چھٹا کلمہ ۔ فتح مندی کا کلمہ ۔ یوحنا 19:30 ۔ تمام ہوا۔

ساتواں کلمہ ۔ دوبارہ ملاپ کا کلمہ ۔ لوقا 23:46 ۔ اے باپ! میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔

مسیح خداوند کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے سات کلمات

یہ کلمات مسیحیت کے لئے خاص خزانہ کے طور پر محفوظ ہیں۔ اُس کا کلام اور تعلیم مسیحیت کے لئے زمنی تعلیم اور فلسفہ سے زیادہ گہری اور قیمتی ہے۔ اور دوسرے علما، فضلا اور انبیاء کے کلام کے مقابلے میں وہ سونے اور چاندی کی مانند ہیں۔ مگر سات کلمات جو صلیبی موت کے وقت اُس کے منہ سے نکلے اُس کی تعلیم کے مقابلے میں لعل و جواہر کا مرتبہ رکھتے ہیں۔

اِس بات کا پہلے ذکر آ چکا ہے کہ بسترِ مرگ پر کہے گئے الفاظ اپنے پسماندگان کے کانوں میں ہمیشہ گونجتے رہتے ہیں۔ بڑے پُر تاثیر اور سرمایہ کی مانند ہوتے ہیں۔

حضرت یوسف نے وقتِ وصال بنی اِسرائیل کو نصیحت کی "میری ہڈیاں مصر سے ملکِ کنعان لے جانا" اور چار سَو تیس برس مصر میں قیام کے بعد اِسرائیلی نسل اِس نصیحت کو نہ بھولی اور حضرت یوسف کا یہ فرمان بجا لائے۔ مصر سے نکلتے وقت وہ اُس کی ہڈیوں کو تابوت میں بند کر کے بڑی حفاظت کے ساتھ لے گئے۔ کیونکہ یہ الفاظ بسترِ مرگ پر سے کہے گئے تھے یا زندگی کے رخصتی لمحات میں اور اِسی قسم کی نصیحت دیگر بزرگوں نے کی۔

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت یوسف فرعون بادشاہ سے رخصت لے کر خود مکفیلہ کے کھیت میں جو ابراہام نے عفرون حتی سے مول لیا تھا دفن کرنے کے لئے از خود گیا اِس لئے کہ یہ باپ کی آخری نصیحت تھی۔ اُسے پوری کرنا عین فرمانبرداری تھی۔

پہلے تین کلمات اہلِ دنیا کے لئے کہے گئے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کو اپنی نسبت دوسروں کی زیادہ فکر تھی۔

پہلا کلمہ: تمام دشمنوں کے لئے

دوسرا کلمہ: تائب دِل ڈاکو کے لئے

تیسرا کلمہ: اپنی ماں کے لئے

چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں کلمے میں اپنا تعلق واضح کرتے ہیں۔ یا یُوں بھی کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ اُن کی اپنی ذات کے متعلق تھے۔ اِن سات کلمات میں ایک زبردست ترتیب ہے۔ پہلے تین کلمات میں درخواست، خطاب اور تیسرے میں ہدایت ہے۔

چوتھے کلمے میں ایک جُدائی کے لئے اِحساس اور پکار ہے۔ پانچویں میں اُس کی پیاس۔ یہ پیاس یعنی تشنگی کُل عالم کے لئے تڑپ ہے۔

چھٹا کلمہ۔ اِس مشن کی تکمیل ہے۔ جو مشن وہ دُنیا میں لیکر آیا تھا۔ یعنی مشن پُورا ہوا۔ اُس کا مقصد جو اِس دُنیا میں آنے کا تھا اُس کی تکمیل کی طرف اشارہ تھا۔

ساتواں کلمہ ایک ایسا بھید ہے اُن حضرات کے لئے جو مسیح خداوند کو عام انسان یا دوسرے نبیوں کی طرح خیال کرتے ہیں لیکن وہ ایک ایسی ذات تھی جس نے اپنی جان از خود خداوند خدا کے سپرد کی۔ یعنی اُپنے پہلے اقنوم کو جس کے ساتھ اُس کی شراکت تھی کو اپنی امانت سپرد کر دی تاکہ اُسے پھر واپس لے لے۔ اِس کلمے سے ایک واضح ثبوت مِلتا ہے۔ کہ اُس کی ذات بلاشبہ ذاتِ خداوندی ہے اور قدرتِ کاملہ کا مظاہرہ کرتی ہے۔ اور یُوں باپ اور رُوح القدس کا تصوّر پُورا ہوتا ہُوا دِکھائی دیتا ہے۔

اِنسان رحلت کرتا ہے اور اُسکی رُوح جُدا ہو جاتی ہے اور اُس کا اِس پر کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ مگر مسیح خداوند کو جان دے دینے کا بھی اختیار ہے اور پھر لے لینے کا بھی۔

اِلٰہی اور زمینی ہستی کا فرق ہے اگر خداوند زمینی شخصیّت ہوتے تو زمین میں دفن رہتے مگر چونکہ وہ اِلٰہی اور ازلی ذات تھا زمین اُس پر قبضہ نہ جما سکی۔ ایسی رُوحانی اور آسمانی ذات کو آسمان ہی زیب دیتے ہیں۔

گڈ فرائیڈے یا مُبارک جُمعہ

جُمعہ کے دِن اِن ساتوں کلمات پر اظہارِ خیال کرتے وقت چند ایک باتیں ذہن میں

رکھنی ضروری ہیں۔

اوّل: یہ کلمے بولنا کوئی آسان کام نہیں اِس کے لئے مناسب تیاری کی ضرورت ہوتی ہے اور اِظہارِ خیال پیش کرتے وقت آپس میں مقابلہ کا تصوّر نہیں لانا چاہیے۔ کیونکہ یہ کوئی تقریری مقابلہ نہیں ہوتا بلکہ خداوند مسیح کے دُکھوں کی یاد اور اِس میں شریک ہونا ہے۔

دوم: اِظہارِ خیال دس یا بارہ منٹ سے تجاوز نہ کرے۔ بلکہ حتیٰ المقدور کوشش کرنی چاہئے کہ صرف کلمہ پر ہی اِنحصار ہو۔ دوسری غیر مناسب باتوں کو اِظہارِ خیال کی زینت بنانے سے اِجتناب کریں۔ کلمے کا میدان اور دائرہ محدود ہوتا ہے۔ اِس لیے اِسی پر کاربند رہ کر اِظہارِ خیال کو پیش کرنا چاہئے۔

سوئم: اکثر دیکھا گیا ہے کہ عِبادت کو مناسب اِنصرام سے ترتیب نہیں دیا جاتا۔ اور بعض اوقات تین گھنٹوں سے زیادہ وقت لگانا عِبادت کی خوبصورتی کو خراب کرنے کے مترادف ہے بارہ بجے سے تین بجے دوپہر سے مناسب وقت ہے اور آج کے دِن کے تقاضا کے مطابق ہے نیز اِس عِبادت کو سال کی سب سے زیادہ مُبارک اور مقدس عِبادت تصوّر کرنی چاہئے کیونکہ یہ بنی نوع اِنسان کی نجات کا دن ہے۔

چہارم: پاسبان کے لئے ضروری ہے کہ کلیسیا کے شرکاء کو روز مذکورہ کو روزہ میں گزارنے کی تلقین کرے تاکہ یہ مقدس عِبادت اور بھی رُوحانی رُوپ اختیار کرلے۔ اور شامل افراد کے دِلوں میں اِس کا تقدّس جاگزین رہے۔ کلیسیاء کی تن آسانی اور سہل انگاری ایک قباحت ہے جو گھن کی طرح کلیسیا کو کھوکھلا بناتی جا رہی ہے۔ اور یاد رہے یہی تن آسانی مغربی کلیسیاؤں کو خداوند سے دُور لے گئی ہے۔ ریاضت کے معنی ہرگز ہرگز تن آسانی کے نہیں۔ مسیحی مذہب ایک دُکھ کی علامت ہے۔ جو دُکھ اُٹھاتا ہے وہ کچھ پاتا ہے۔ جس کے پاس بیٹا۔ اُس کے پاس زندگی ہے اور جس کے پاس بیٹا نہیں ہے اُس کے

پاس زندگی کی بجائے مصائب، دوری اور سکون دل سے محرومی ہے۔ حالانکہ یہ کلیسیائیں وہ ہیں جنہوں نے مسیحیت کی خاطر چار دانگ عالم میں تبلیغ کو اپنا مقصدِ حیات بنا رکھا تھا۔

پنجم: گیت، زبور مناسب ہوں، جن کی تیاری پہلے سے کی گئی ہو۔

ششم: پوری عبادت میں شریک ہونا ہر ایک کا مسلک ہونا چاہئے۔ بعض حضرات اِسے طوالت کا نام دے کر بعض اوقات دیر سے شریک ہوتے ہیں اور بعض اوقات عبادت کو ادھورا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ اس قسم کا مظاہرہ کرنے سے شامل نہ ہونا بدرجہا بہتر ہے۔ خداوند اپنے لوگوں کی خاطر تین گھنٹے صلیب پر لٹک سکتے ہیں کہ نجات کا کام پورا ہو اور ایک مسیحی تین گھنٹے عبادت نہیں کر سکتا کہ احسان مند ہو۔ فرار حاصل کرنا گویا پطرس کی طرح خداوند کو چھوڑ کر بھاگ جانے کے منظر کو ہمارے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔

✪✪✪

پہلا کلمہ

"اے باپ! اِن کو معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں"

(لوقا 23/34)

"معافی کا کلمہ"

مسیح خداوند صلیب پر لٹکے ہوئے تھے۔ صبح کے تقریباً ساڑھے آٹھ بجے وہ راہِ غم کو عبور کر کے کلوری تک پہنچے۔ راستے میں دو تین مرتبہ گرے۔ بھوکے اور پیاسے۔ کوڑوں کی مار اور کانٹوں کے تاج نے انہیں بے حال کر دیا۔ ہاتھوں اور پاؤں میں کیل ٹھونکے گئے۔ خون بہنے سے حالت اس قدر بری کہ الفاظ اسے بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ ان کو تقریباً 9 بجے مصلوب کرنا شروع کیا گیا تھا۔

اب جبکہ یہودی کاہن اور سرکردہ قیادت نہایت مطمئن تھے کیونکہ انہوں نے اپنے سب سے بڑے دشمن کو مغلوب کر رکھا تھا۔ صلیب پر سے خون بہتا دیکھ کر بجائے تھوڑا سا پچھتاوا ظاہر کرتے۔ اُس دکھ سے اُن کے دل موم ہو جاتے انہیں کچھ رحم آتا۔ بلکہ سنگدلی کی یہ حالت کہ پانی کی بجائے سرکہ پیش کیا اور انہیں تمسخر کا نشانہ بنایا۔ اس حالت میں بھی خداوند کا کردار اور پیار یوں ظاہر ہوا۔ ان اذیت ناک لمحات میں صلیب پر لٹکے ہوئے اُن کے دہنِ مبارک سے پہلا کلمہ نکلا۔ جو اُن کی دشمنوں کے لئے محبت کا ثبوت تھا۔

1- اِس کلمہ میں محبّت کی جھلک نظر آتی ہے ۔

خدا کی صِفت محبّت ہے۔ اور مسیح خداوند کی دُنیا میں آمد کا مقصد انسانیّت کا بچاؤ، نجات کا پیغام اور کفّارہ تھا۔ دُشمنوں کے لئے محبّت اِس قدر کہ فرمایا "خداوند انہیں معاف کر اِس لئے کہ یہ انجان ہیں۔ اِسی لئے اِس کلمہ میں۔

1- خطاب تھا ____ اَے باپ!

2- درخواست تھی ____ اِن کو مُعاف کر۔

3- دلیل تھی ____ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔

مُعافی کی درخواست میں ایک زبردست دلیل پیش کی کہ دُشمن لاعلم تھے کہ کِس کو مصلوب کر رہے تھے۔ ان کے پاس صِرف یہی جواز تھا۔ کہ اِس مسیح مصلوب نے۔

مقدس کو گرانے اور تین دن میں پھر تعمیر کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔

دوسرے یہ کہ اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہا۔

تیسرے یہودی کہانت اور طور طریقوں کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

اگر وہ خدا کے رُوپ میں اَن کو نظر آجاتا اور اپنا پورا اختیار استعمال کرتا جیسے کہ "بارہ تمن فرشتے" بھی مہیّا کیے جا سکتے تھے۔ تو یہودی کبھی اُس پر ہاتھ نہ ڈالتے۔ اس کا مصلوب ہونا انسان کے اِختیار میں نہ تھا جیسے پِلاطُوس سے کہا گیا۔ "اگر یہ اِختیار تجھے اُوپر سے نہ دیا جاتا ——— یہ اِختیار تیرا نہ ہوتا۔" کیونکہ مسیح خداوند کی مَوت اس کے اپنے اِختیار میں تھی اور انسان تو محض اُسے کلوری تک لانے کا مُحرّک ٹھہرا۔ اِسی لئے دُشمن کو معاف کر دیا گیا۔ فرمایا:۔

"اِن کو مُعاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں"۔

2- . باپ کو پُکارتا ہے ۔

یہ کلمہ کامِل بشریّت کو بھی پیش کرتا ہے۔ وہ خدا کے ثالُوث کا دُوسرا اقنوم ہے۔ اور چونکہ وہ خدا کی صُورت تھا۔ اُس کا کلام تھا۔ اُس کی صورت لے کر دُنیا میں آیا۔ جیسے

کلامِ مقدّس میں لکھا ہے۔

"اِکلوتا بیٹا جو خدا کی گود میں ہے اُسی نے اُسے ظاہر کیا"۔

مسیح خداوند کا خدا کے ساتھ متواتر رابطہ تھا۔ اور اِس رابطے کو قائم رکھا گیا۔ خدا بھرپور طریقے سے مسیح خداوند کے دُکھ میں شامل رہا۔

مسیح خداوند کامل خدا اور کامِل اِنسان ہے۔ وہ اپنے فرض کو پس پُشت نہیں ڈالتا۔ مُشتِ خاک سے تو بھول ممکن ہے لیکن خدا سے نہیں۔ اِس لئے اُسے اِنسان کو معاف کرنا چاہئے بلکہ اِنسان جانتا ہی نہیں کہ وہ کیا کر رہا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ مسیح خداوند کے جی اٹھنے تک دُنیا، شاگرد، یہودی کہانت اور رومی حکومت جان ہی نہ سکی کہ مسیح کون تھا۔ اس کے جی اُٹھنے نے ثابت کر دیا کہ وہ خدائی طاقت، خدمت اور اختیار سے وارد ہوا۔ موت پر غالب آکر قدرت سے خدا کا بیٹا ٹھہرا۔

3- یہ کلمہ پیشنگوئی کی تکمیل ہے ۔

انبیاء کی پیشن گوئیاں حرف بہ حرف درست ثابت ہوئیں کہ اُس کی جان چھیدی جائے گی۔ وہ آدمیوں میں حقیر و مردود ...... بگڑی ہوئی شکل و صورت ...... وہ رنج کا آشنا ...... اُس کے مار کھانے سے ہم یعنی اہلِ دُنیا نے نجات حاصل کی۔ آج اِس کلمہ کی بدولت پیشن گوئیوں کی تکمیل کھُل کر سامنے آگئی۔

4- . اُس کی تعلیم مُعافی کی تعلیم تھی ۔

ساری زندگی اپنے پرچار میں معافی کا سبق دیا اور آج اِس سبق کا اِمتحان تھا۔ مسیح خداوند کے قول و فعل میں کبھی تضاد نہیں ہوا۔ اور آج اُس کے تمام بول کا جو پہاڑی وعظ کی شکل میں تھے۔ جو بول تیرہاس کی جھیل پر سُنے گئے۔ وہ الفاظ جو اس نے گنہگار عورت سے کہے۔ اور وہ تعلیم کہ اپنے دشمنوں سے محبّت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا کرو۔ آج وہ اِس کلمے کے ذریعے اپنی تعلیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتا تھا۔

اگر خداوند مسیح کہیں صلیب پر سے یہ کہہ دیتے کہ یہودی قوم برباد ہو جائے اور یروشلیم کبھی آباد نہ ہو تو اُسی روز یروشلیم روئے زمین سے اور یہودی قوم صفحۂ ہستی سے مِٹ جاتی۔

مسیح خداوند کی معافی میں پطرس کے وعظ کو بھی بڑا دخل ہے کہ "اے بھائیو! میں جانتا ہوں کہ تم نے یہ کام نادانی سے کیا اور ایسے ہی تمہارے سردار کاہنوں نے بھی۔ اعمال 3/17۔

مسیح خداوند نے معاف کرنے کا سبق اور تعلیم دی اور خود نادان دشمن کو، نادان لوگوں کو اور نادان یہودیوں کو بڑی فراخدلی سے معاف کر دیا۔

جہاں خداوند دشمنوں کو معاف کرتے ہیں۔ یہی صفات اُس کے اپنے لوگوں میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں۔ ستفنس کو دیکھیں سنگسار کیا جا رہا تھا مگر اُس نے وقتِ شہادت خداوند کے الفاظ کو دُہرایا۔

"اے خدا! یہ گناہ اِن کے ذمّہ نہ لگا"۔

کیا یہ درست نہیں کہ مسیحیت معافی، محبّت اور خدمت کے ذریعے دُنیا پر غالب آئی ہے۔ معافی ایک ایسا جذبہ ہے جو ایک انسان کو دوسرے پر فوقیت بخشتا ہے۔

5- معافی میں نجات پنہاں ہے ۔

مسیح خداوند کا کفّارہ راضی برضا تھا۔ اُسے کسی نے کھینچ کر، مار سونت کر اور زبردستی صلیب پر نہیں کھینچا۔ وہ اپنی جان آپ دیتا ہے۔ وہ پاکیزہ، بے عیب اور بے داغ برّہ تھا جس نے اپنے لوگوں کے لئے اپنی جان دے دی۔ اُس کا خون انسانیّت کو تمام گناہوں سے جب صاف کر دے تو نجاست ڈھونڈے نہیں مِلتی۔

ضروری تھا کہ ابدی نجات کے لئے افضل قربانی ہو۔ بلکہ کفّارہ اُس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک مسیح خداوند دشمنوں کو معاف نہ کرے۔ اُس نے بڑی فراخدلی، رحمدلی، نیک اندیشی اور جذبہ کے ساتھ معاف کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر مسیح

خداوند یہودی قوم یا اپنے دشمنوں کو آج معاف نہ کرے تو نجات کا کام اُدھورا رہ جائے۔ یہ نورانی، الٰہی اور ذاتِ خداوندی معافی کو بھول نہیں سکتی تھی۔ اس لئے صلیب پر سے پہلا کام جو کیا گیا وہ گنہگار اور انجان لوگوں کو معاف کرنا تھا۔

انسان معاف نہیں کرتا مگر خداوند کے ہاں درِ معافی ہمہ دم کھلا ہے۔ معافی کا یہ عنصر خدا کو خدا ثابت کرتا ہے۔ اصلی قربانی اور کفّارہ کے لئے دل میں کینہ، دشمنی اور برائی کا عنصر موجود نہیں تھا۔ پس سب کچھ اور سب کو معاف کر دیا۔ اور یوں نجات کا کام کاملیت کو پہنچا۔

✪✪✪

"دوسرا کلمہ"

"میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہو گا"۔
(لوقا 23/43)

نجات کا کلمہ

مقدس لوقا نے اپنے انجیلی بیان میں اس بات کا صاف طور پر ذکر کیا ہے کہ لوگ اور بھی ساتھ دھر لئے گئے تھے جو بدکار تھے۔ اور ان کی سزا موت تھی۔

رومی حکومت ایک جابر قسم کی حکومت تھی۔ اور مجرموں کو جرم ثابت ہو جانے پر کڑی سے کڑی سزا دیتی رہی۔ یہ سزا اور بھی سخت کر دی جاتی جب حکومت کے خلاف بغاوت کی جاتی تھی۔ وہ دو ڈاکو جو خداوند کے دائیں بائیں لٹکائے گئے تھے ان کی بابت صرف اتنا لکھا گیا ہے کہ وہ بدکار تھے۔ پھر ایک اقرار کرتا ہے کہ ہماری سزا تو واجبی ہے۔ اور ہم اپنے کئے کا بدلہ پا رہے ہیں لیکن یسوع نے کوئی بیجا کام نہیں کیا۔ یہ ہے کفارہ۔

اقرار عام کہ مسیح بے گناہ ہے۔

مسیح خداوند صلیب پر لٹکے ہوئے ہیں۔ محدود چند لوگوں کے علاوہ باقی سب اس مصلوب پر ہنستے اور ٹھٹھے مار رہے تھے۔ وہ اس لئے کہ زندگی کا مالک ابھی اپنے جلال میں نہیں آیا تھا اور ابھی تک ان کی گرفت میں تھا۔ فطرت نے خود اجازت دے رکھی تھی کہ اس کے ساتھ جو مرضی ہے کریں۔ ثالثی لوگوں میں ایک صوبہ دار تھا۔ جو اس کی بے گناہی کا معترف ہوا اور دوسرے ڈاکو کا اقرار تھا کہ یہ بے گناہ اور راستباز تھا۔ پلاطوس

پہلے ہی تسلیم کر چکا تھا کہ اس کی گرفتاری حسد کی وجہ سے تھی۔

1- ڈاکو کی شخصی زندگی۔

ہو سکتا ہے کہ اس ڈاکو نے ایک اچھے خاندان میں رہ کر پرورش پائی ہو۔ مگر بری سوسائٹی نے اسے ایک بدکار انسان میں تبدیل کر دیا ہو۔ کیونکہ معاشرہ ہمیشہ انسانوں کی زندگیوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مسرف بیٹے کی زندگی کا یہی حال تھا۔ گھر کی آزادی اور بری سوسائٹی نے اسے باپ سے دور کر دیا۔ مسرف بیٹے نے بھی جب تک اقرار نہیں کر لیا، وہ گھر سے اور باپ کی شفقت سے محروم رہا۔ لیکن جب اس نے ارادہ کر لیا باپ کی طرف قدم بڑھائے اور باپ نے سب کچھ پس پشت ڈال کر اسے گلے لگا لیا اور اسے اسی سابقہ مرتبے پر بحال کیا۔ ڈاکو کا اقرار بھی کچھ اسی نوعیت کا تھا۔ دونوں ڈاکوؤں میں فرق تھا۔ ایک نے طعنہ دیا اپنے گناہ کا اقرار نہیں کیا۔ بچنے بچانے کی بات کی۔ مگر دوسرے کو خدا کا ڈر لاحق رہا۔ اس نے مسیح خداوند کو بری الذمہ گردانا اور اپنے گناہوں کو یاد رکھا۔ توبہ کا متلاشی بنا۔ اور فردوس انعام میں حاصل کیا۔

ہم اپنے گناہوں، بدیوں اور کمزوریوں کا خداوند کے سامنے اقرار کر سکتے ہیں اور معافی کے خواستگار ہو سکتے ہیں۔ مگر ان کا انکار خداوند کو پسند نہیں۔ درخواست اور پچھتاوا سے نہ صرف معافی میسر آتی ہے بلکہ خداوند کی حضوری بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

ایک خطاکار کے لئے نجات۔

ایک انسان کتنا گنہگار کیوں نہ ہو، اس کے لئے خداوند کے گھر میں ہر وقت امید کا چراغ ٹمٹماتا رہتا ہے۔ اور اس کی تاریک زندگی کو اجالے میں بدلنے کے لئے ہمیشہ ایک پیغام بنا رہتا ہے۔ مسیح خداوند گنہ گاروں کو نجات دینے کے لئے عرش سے فرش پر آئے تھے۔ اس کا خون ہر انسان کو اس کی نجاست سے صاف اور پوتر کرتا ہے۔ اسی لئے فرمایا "اے تھکے ماندے اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو سب میرے پاس آؤ۔ میں تمہیں آرام

دوں گا"۔

ڈاکو نے جو بھی گناہ کیے اُن کی سزا بھگت رہا تھا۔ یہ سزا بڑی کڑی تھی۔ اور وہ راضی تھا، کیونکہ یہ واجبی تھی۔ لیکن جب اس نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا اور خداوند کے سامنے اقرار کیا۔ پھر اُس کی درخواست کہ جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد رکھنا اِس گنہگار کے لئے درِ نجات کے کھلنے کا موجب بن گئی۔

نجات کے لئے توبہ ضروری ہے -

نجات اِنسان کی ایک بہت بڑی ضرورت ہے۔ ڈاکو کے تمام الفاظ اسے ماضی سے باخبر رکھے ہوئے تھے۔ کیونکہ اِس کا اقرار اِس حقیقت کا مظہر ہے۔ "کہ ہماری سزا تو واجبی ہے۔" لیکن وہ مبارک سوچ رکھتا تھا۔ اگرچہ اِس کا ماضی بگڑ گیا۔ اور وہ گناہ کے بھنور میں پھنس کر زندگی گزارتا رہا۔ مگر اب جب کہ توبہ کے دروازے پر کھڑا ہے وہ کیوں نہ اپنے مستقبل کو سنوارے اور تاریکی میں نور کو تلاش کرے۔ اب اُس نے زندگی کی باریکی کو جان لیا ہے کہ توبہ کرنا، گناہ کا اظہار اور اقرار ایک گنہ گار کی ضرورت ہے۔ گنہ گار کے لئے تین مراحل ہوتے ہیں۔ 1- اِحساس گناہ 2- اِقرار گناہ 3- ترکِ گناہ۔ جب انسان گناہ کی ماہیت سے واقف ہو جاتا ہے تو توبہ کا احساس اُسے خداوند کے قدموں میں لے جاتا ہے۔

راقم الحروف کو ایک جیل خانہ میں قاتل سے ملنے کا اتفاق ہوا جس کے غیر ارادی اور بندوق کے جذباتی استعمال سے ایک جواں سال بیٹے کی موت واقع ہوئی۔ میں دونوں خاندانوں یعنی قاتل اور مقتول سے اچھی طرح واقف تھا۔ لہٰذا مقتول کی والدہ ماجدہ سے معافی کی بابت بات کی۔ اُس نے کہا "بھائی! معافی کا فعل آپ سے سرزد ہو رہا ہے جب کہ قاتل آج تک صلح کے پہلو کو سامنے رکھے ہوئے ہے۔ پس معافی تو اُسے مانگنی چاہئے۔ ایسی حالت میں میں کیسے معاف کر دوں۔

عزیزو! گناہ کی مزدوری موت ہے۔ مگر ازلی موت اور گناہ سے چھٹکارہ حاصل کرنے

کے لئے ہمیں توبہ کی طرف راغب ہونے کی ضرورت ہے۔

پولوس رسول مسیحی ہونے کے بعد کبھی اپنے ماضی کو نہیں بھولا اُس نے فرمایا "اے اگرپا بادشاہ! میں اُس آسمانی رویا کا نافرمان نہ ہوا" اعمال 26/19

اور پھر خیال غالب ہے کہ پولوس نے یہ بھی اقرار کیا "کہ جب شہید ستفنس کا خون بہایا جا رہا تھا تو میں بھی وہاں موجود تھا اور اُس کے قتل پر راضی تھا۔

وہ اِس قدر سرگرم تھا کہ مسیحیت کو کلی طور پر مٹانے پر تلا ہوا تھا۔ اُس کی سرگرمی کی بدولت خداوند اُس پر ظاہر ہوتے ہیں "اے ساؤل! اے ساؤل! تو مجھے کیوں ستاتا ہے۔"

آج وہی پولوس مسیح خداوند کی ذات کے بعد مسیحیت میں دوسرے نمبر کی شخصیت ہے۔

اُس کی زندگی کی تبدیلی توبہ پر مبنی ہے۔ اگر وہ توبہ نہ کرتا تو وہ ساؤل یعنی پرانا انسان ہی رہتا۔ ڈاکو نے گناہ کا اقرار کیا اور نجات حاصل کی۔

یہ کلمہ نجات کا علمبردار ہے -

ڈاکو کے الفاظ نے ثابت کر دیا کہ مسیح خداوند نجات دینے پر قادر ہے۔ خداوند کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ خون بہائے اور اپنی قربانی سے نجات مہیا کرے۔ ڈاکو کے الفاظ بالکل سادہ سے ہیں۔ کہ جب تو اپنی بادشاہت میں آئے تو مجھے بھی یاد رکھنا۔ اگرچہ الفاظ سادہ ہیں مگر ان میں ایک بڑی اُمید کی جھلک پائی جاتی ہے۔

یہ کہانی، ڈاکو اور مسیح خداوند کے درمیان مکالمہ بازی۔ خدا کی محبت کی پوری داستان ہے۔ جو کھوئے ہوئے انسانوں سے کی جاتی ہے۔ ایک وعدہ کا پورا ہونا پایا جاتا ہے۔ مسیح خداوند نے فرمایا "میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں، قیامت اور زندگی میں ہوں۔ ابنِ آدم اِس لئے آیا کہ وہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈے اور نجات دے۔

مسیح خداوند کی تعلیم اور دعوے سچے اور برحق ہیں۔

مسیح خداوند نے فرمایا "وہ قیامت ہے"، زندگی کی روٹی ہے، نور ہے، زندگی ہے، نجات دے سکتا ہے۔"

آج قیامت اور زندگی کا مالک، نجات کا دعویدار، دنیا کا نور، موت کی تلخی میں سے گزر کر ایک ڈاکو کو نجات اور ابدی زندگی دیتا ہے۔

شاید اس کے نجات جیسے انعام کو حاصل کرنے والوں میں یہ ڈاکو ہی پہلا انسان تھا۔ جس نے نجات حاصل کی اور یہ نایاب الفاظ سنے "آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا"۔

آج صلیب کے گرد دو گروہ موجود ہیں۔ ایک بہت بڑی تعداد میں ہے جو مسیح خداوند کے مصلوب ہونے پر خوش اور آوازیں کسنے والا ہے۔ اور دوسرا چند عورتوں پر مبنی، یوسف ارمتیاہ، شمعون کرینی شاگرد یوحنّا یاں اور اس ڈاکو پر مشتمل ہے جو مسیح خداوند کے لئے تڑپ رہا ہے۔

دنیا کے ٹھاٹ باٹ دیکھ کر ایسے لگتا ہے کہ بدکار، گنہگار اور تیرگی میں بسنے والے لوگوں کی تعداد ہمیشہ زیادہ رہی ہے۔ اور یہ گنتی ہی کے لوگ ہوتے ہیں۔ جو برّہ کے تخت کے پاس ہمیشہ کی زندگی کے وارث بنتے ہیں۔

کیلون (Calvin) کے الفاظ میں یہ ڈاکو ایسا انسان ہے جس نے......

اندھیرے میں اجالے کو۔
ظلمت میں نور کو۔
ظلم اور بربادی میں عظمت کو دیکھا۔
اور ایمانی بصارت کے ذریعے دوسری زندگی کا نظارہ کیا۔
"اے یسوع! جب تو اپنی بادشاہی میں آئے مجھے بھی یاد رکھنا۔"

جواب کس قدر ایمان افزا اور تسلی بخش ہے۔ "آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا"۔

✪✪✪

"تیسرا کلمہ"

"اے عورت! دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے۔ پھر شاگرد سے کہا۔ دیکھ تیری ماں یہ ہے" (یوحنا 19/27)

محبت کا کلمہ

تقریباً تیسرا کلمہ دوپہر کے وقت مسیح خداوند کے دہنِ مبارک سے نکلا۔ جب تمام جسم کا خون بہہ چکا تھا، ہاتھ اور پاؤں پیلے پڑ چکے تھے، ماں اپنے لختِ جگر کو اس جان کنی کی حالت میں دیکھ رہی تھی، تمام شاگرد اور حواری ڈر اور خوف کے مارے راہِ فرار حاصل کر چکے تھے۔ چند ایک عورتیں جن میں مریم مگدلینی بھی شامل تھی صلیب کے پاس موجود تھیں۔ عورت کو اکثر ایسی جگہ جہاں مرد حضرات کا جانا ناممکن ہوتا ہے آسان ہو جاتا ہے۔ یوحنّا پیارا شاگرد جو مسیح خداوند کا رشتہ میں نزدیکی تھا اور سب سے زیادہ عزیز، حلیم و فروتن اور جواں سال تھا۔ ہم نے اُسے صلیب کے نزدیک دیکھا، تمام اناجیل میں صرف یوحنّا شاگردوں میں ایک واحد شاگرد تھا جو صلیب کے پاس حسرت و یاس کی تصویر بنے کھڑا تھا اور ماں مریم کے لئے ایک زبردست سہارا تھا۔

1- یہ کلمہ محبت کا واضح ثبوت ہے۔

مسیح خداوند نے جب اپنی ماں کو اور ماں نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو جو کیفیت اس وقت دونوں پر گزری اس کا اندازہ لگانا مشکل و محال ہے۔ یہ منظر بڑا روح فرسا اور رقت انگیز تھا۔ اس منظر کو بیان کرنے کے لئے عظیم شاعروں اور مکاتبِ فکر لوگوں نے قلم اٹھایا ہے۔

یُوحنّا رسول کے خط میں اِس خون کے بارے میں اور اِس لاثانی قربانی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔

"یسوع کا خون ہمیں تمام گناہوں سے پاک کرتا ہے۔ 1- یوحنا 1/7

دراصل یہ خداوند کی محبّت تھی جو اُسے صلیب پر لے گئی اور بنی نوع انسان کے لئے کفّارہ دیا۔ اِسی لئے اِس کلمے کو محبّت کا نام دیا جاتا ہے۔

انجیل میں یہی رسول رقمطراز ہے کہ

"خدا نے دُنیا سے ایسی محبّت رکھی کہ اُسنے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ یُوحنّا 3/16

اِس کلمہ میں جسمانی ماں کی محبّت دکھائی دیتی ہے کہ وہ ماں "مقدسہ مریم" جو اپنے پہلوٹھے کو دیکھ کر جیا کرتی تھی آج وہ سامنے کھڑی تھی اور اُسے اجازت نہیں کہ وُہ اُس کے آنسو پونچھے یا اُس کا بہتا ہُوا خون صاف کر سکے۔ یا ایک گلاس پانی سے اُس کی پیاس بُجھا سکے جو خون بہہ جانے سے شدّت اختیار کر چکی تھی۔ اُس کے پاس نہیں جا سکتی۔

جب سَر پر کانٹوں کا تاج دیکھتی ہے اور پسلی میں بھالا مارا جاتا ہے تو ماں کی حالت کیا ہو گی۔ ایک بے کس اور لاچار ماں ایک زبردست رُومی حکومت کے سامنے اور سنگ دل یہود کے ظلم کے سامنے بے سُدھ کھڑی تھی۔

محبّت اور صبر کی اِنتہا یہ تھی کہ ماں اور بیٹے دُونوں نے یعنی مسیح خداوند اور مقدسہ مریم نے کسی طور نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ اپنے ملال کو اپنے سینے میں دبائے رکھا۔ الفاظ نفرین سے اپنے لبوں کو داغ دار نہیں کیا۔ اِس ثبوت کے لئے کہ

"مسیحیت کی بنیاد محبت پر رکھی ہے ۔
نفرت کی یہاں قطعاً" گنجائش نہیں ۔

2- مسیح ایک فرمانبردار بیٹے کی حیثیت سے ۔

مسیح خداوند نے اپنی ماں اور سب سے چہیتے شاگرد کو آخری وصیّت کی:

کہ دیکھ تیرا بیٹا.........

یعنی آج اپنے مقصد کو پورا کر کے باپ کے ساتھ ملاپ کر رہا ہوں۔

اور شاگرد سے کہ دیکھ بیٹا! تو آج سے اِس ماں کی حفاظت کو قبول کر۔

مسیح خداوند اپنے دُکھ کو ایک طرف رکھتے ہوئے ماں کو تسلّی دے رہا تھا۔ اُس نے بیٹے کے فرض کو صلیب پر سے پُورا کیا۔ پھر شاگرد سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

دیکھ تیری ماں ...... تو اَے یُوحنّا! آج سے اِسے ماں جان کر قبول کر مسیح خداوند کے والد ماجد حضرت یُوسف دُنیا سے کُوچ کر چکے تھے۔ اور اِس مصیبت کو دیکھنے سے پہلے ہی وُہ دُنیا سے سدھار چکے تھے اس لئے آج سے یہ فرض اس کے پیارے شاگرد کا تھا کہ ماں کو سنبھالے اور ماں یُوحنّا کو بیٹے کے طور پر قبول کرے۔

اِس کلمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح خداوند بحیثیت بیٹا اپنے فرض کو نہیں بھولا۔

یہودی تعلیم اور دس حکم ...... پانچواں حکم تو اپنے ماں اور باپ کی عزت کر.....

اُس نے اِس حکم کی پُوری تعمیل کی اور دُنیا پر یہ ظاہر کر دیا کہ وہ اپنے دُکھ کو تو بھول سکتا ہے مگر اپنی پیاری ماں کو کبھی نہیں بُھلا سکتا۔ وہ ماں جس نے مسیح خداوند کی پیدائش کے دن سے اس کے لئے ہزاروں جتن کئے۔

الف۔ مسیح خداوند کی پیدائش کے موقع پر اُس کے اور ماں کے لئے سرائے میں جگہ نہ تھی۔ اِس لئے کہ وہ زمینی نہ تھا۔ وہ تو ازلی اور ابدی خداوند ہے۔

ب۔ ہیرودیس کے ڈر سے مقدسہ مریم نے بچّے کے ساتھ ایک طویل اور دشوار گزار سفر کیا اس سفر کا اختتام ملک مصر تھا جو وہاں سے غالباً" کافی فاصلے پر تھا۔

ج۔ خداوند کو مصلوب ہونا پڑا۔ ذلیل ہونا پڑا۔ اور مقدسہ مریم کو ایک ماں کے رُوپ میں یہ بے گناہی کا منظر سہنا پڑا۔

روایت ہے کہ مقدس یُوحنّا اور مقدسہ مریم خداوند کی صلیبی موت اور جی اٹھنے

کے بعد بارہ برس تک اکٹھے یروشلم میں رہے۔ پھر مقدسہ مریم کے انتقال پُر ملال کے بعد منادی اور پرچار کے لئے نکل کھڑا ہؤا۔ اُس کا زیادہ تر پرچار افسس کی کلیسیا، یروشلم اور یہودیہ وغیرہ میں تھا۔ لیکن آخری وصیت سدا اُس کے دم کے ساتھ رہی اُس نے مقدسہ مریم کو جیتے جی ایک بیٹے کا سہارا دیا۔ کیونکہ یہ حکم اسے اپنے مالک اور اُستاد سے ملا تھا۔ مقدسہ مریم کا گرجا آج بھی یروشلم میں موجود ہے خیال مطلق ہے کہ مقدسہ مریم نے اپنے آخری دن یہیں گزارے تھے۔

3- شمعون کی پیشنگوئی کی تکمیل ۔

خداوند یسوع کی پیدائش کے تھوڑے دنوں بعد مقدسہ مریم اور حضرت یوسف جب اُسے ہیکل میں لے کر گئے تو بزرگ شمعون نے پیشنگوئی کے طور پر کہا کہ "تیری جان بھی تلوار سے چھد جائے گی"۔

مقدسہ مریم فرشتوں کی، بزرگوں کی اور بعض اوقات مسیح خداوند کی باتوں کو غور سے سنتی اور خاموشی سے دل میں رکھ کر غور و خوض کیا کرتی تھی۔

بارہ برس کی عمر میں خداوند یسوع جب ہیکل میں بزرگوں سے بحث کر رہے تھے۔ تو والدین سے کہا "تم مجھے کیوں ڈھونڈتے ہو مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرور تھا"۔ خداوند یسوع کے پرچار، دعا اور معجزات میں شمولیت کر کے انتہائی مسرت سے محظوظ ہوا کرتی تھی۔ ماں کے لئے یہ بات کتنی مایۂ ناز تھی کہ اُس کا بیٹا یسوع مردے کو "قم بہ اذنی" کہہ کر زندگی بخش دیتا تھا۔ اس قدوس کے الفاظ جسم سے نکلی ہوئی روح کو واپس لانے کی طاقت رکھتے تھے۔ آج اُسے شمعون بزرگ کی پیشن گوئی پوری ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔ "کہ تیری جان بھی تلوار سے چھد جائے گی" یہ بزرگ ایک طویل مدت سے خداوند کی نجات کو دیکھنے کا متمنی تھا جس کا اس نے ہیکل میں نظارہ کیا اور دنیا کی نجات کے لئے خداوند کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور کہا کہ اب اپنے بندہ کو اس دنیا سے رخصت کر۔

4- خدمت گزاروں کے لئے ایک نمونہ ۔

اکثر و بیشتر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ وہ لوگ جو خداوند کی منادی اور پرچار میں منہمک ہو جاتے ہیں اور اس قدر کہ اپنے خاندانوں کو فراموش تو کیا ترک کر دیتے ہیں۔ ایک مسیحی نوجوان جس نے پاکستان ہی میں جنم لیا۔ نوجوانی کے عالم میں اُسے شادی کے مقدس رشتے میں منسلک کیا گیا۔ چار بچوں کے جنم کے بعد وہ عازم انگلستان ہوا۔ اور پرچار مسیح میں اس قدر انہماک کا مظاہرہ کرنے لگا کہ پانچ زندگیوں کو یکسر بھول گیا۔ وہ آج بھی انگلستان میں اس نام نہاد پرچار سے وابستہ ہے مگر اس انجیلی بشارت سے کچھ فائدہ نہیں۔ شاید اس نے تیسرے کلمے اور اس کی حقیقی گہرائی پر غور نہیں کیا۔ اگر وہ مسیح خداوند کو جانتا ہے تو اُسے یہ منطق بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مسیح خداوند نے اپنے والدین کا خیال رکھا اُن کے تابع رہا تیس برس اُن کی خدمت میں گزار دیئے آج بھی اس اذیت ناک حالت میں اُسے ماں یاد تھی۔

فرمایا کہ ماں مجھے اپنی فکر نہیں اگر ہے تو صرف تیری جان کی۔ میں آج بھی تیری خدمت، محبت اور شفقت کا قدر دان ہوں۔ میں تجھے نہ بھولا ہوں اور نہ بھول سکتا ہوں۔ ایسے غافل نوجوان کے لئے خداوند کا کردار چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔

5- مسیح خداوند کامل انسان اور کامل خدا تھا۔

مسیحیت میں حلقہ بگوش انسان مسیح خداوند کی دو ذاتوں کے اتحاد سے پوری طرح آگاہ ہیں اور ایمان کے طور پر اقرار کرتے ہیں کہ مسیح خداوند کامل انسان اور کامل خدا تھا۔

کلام مقدس میں فرمایا گیا ہے کہ وہ ہماری طرح آزمایا گیا لیکن اُس نے خطا نہ کی۔ اُس کی زبان میں ہرگز چھل نہ تھا۔ اُس نے کسی طرح کا گناہ نہ کیا۔ صلیب پر سے دشمنوں کیلئے دعائے خیر کرنا صرف اور صرف خدائی فطرت ہی ہو سکتی ہے۔ نہ کہ انسانی اور جسمانی......

انسان کے کام اس کی ذاتِ اقدس کا مکمل نقشہ پیش کرتے ہیں۔ انسان اپنے میں کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ اُس کے کام اور کردار اُس کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔ کبھی کسی ڈاکو اور بدمعاش کو نیک انسان کا نام نہیں دیا جاتا۔ آج مسیح ایک ماں کا بیٹا تھا اور مصلوب تھا وہ کامل انسان تھا اسی لئے بھوک لگتی، پیاس محسوس ہوتی، نیند آتی تھی۔ اور تھکاوٹ محسوس کرتے تھے۔ بائبل مقدس میں ایسی بے شمار مثالیں ہیں۔ جو اُسکے انسان ہونے کا ثبوت ہیں۔

مگر وہ خدائے برتر تھا اس لئے معجزات صادر ہوتے تھے۔ اندھوں کو آنکھیں دینا۔ کوڑھی کو شفا دینا۔ طوفان کو ڈانٹ کر تھمانا۔ پانی پر چلنا۔ بادلوں پر سواری کرنا اور پھر مُردے زندہ کرنا وغیرہ۔ اِس کلمہ میں اُس کی اِنسانی ذات کا دخل تھا اور یہ کہہ لیں کہ اس کی انسانی ذات نمایاں تھی۔ اُس نے ماں کو پکارا۔ کیونکہ وہ ایک ماں کا بیٹا تھا۔ جس نے اُسے گود میں پالا۔ گھر میں بچپن اور لڑکپن میں خدمت کی۔ اِس پر طرہ یہ کہ پرچار میں سایہ کی طرح اس کے ساتھ ساتھ رہی تھی۔ آج صلیب کے پاس بھی نڈر ہو کر کھڑی تھی۔ آہ و بکا اور رونا تو ایک فطری امر ہے۔ مگر رومی حکومت اور قوت اُسے صلیب کے پاس سے ہٹا نہ سکی۔

ہم نے دیکھا کہ پہلے تین کلمات میں مسیح خداوند نے اپنے لئے نہیں بلکہ اہلِ دُنیا کے لئے فکر کی دُشمن۔ ڈاکو اور اب ماں تھی جس کی فکر دامن گیر تھی۔

اچھی ماں کو اچھا بیٹا ملا اور اچھے بیٹے کو اچھی ماں۔ مقدسہ مریم انجیل کے بیان کے مطابق عورتوں میں ایک افضل مقام رکھتی ہے۔ اس لئے اُسے مقدسہ مریم کا نام دیا گیا ہے۔

مقدسہ الیشبع نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا "تو عورتوں میں مبارک اور تیرے رحم کا پھل مبارک ہے" مقدسہ مریم نے از خود اپنے گیت میں فخریہ انداز میں کہا۔

"اور دیکھ اب سے لے کر ہر زمانے کے لوگ مجھ کو مبارک کہیں گے" (مریم کا گیت لوقا-1 باب۔

کون ہے جس نے مریم کا سا رتبہ پایا؟ کس کنواری نے مسیح خداوند جیسی ہستی کو جنم دیا۔ کون ہے جو خداوند کی ماں کہلائی۔

رومن کیتھولک فرقہ کے لوگ تو مقدسہ مریم کو بہت اہم مقام پر لے جاتے ہیں اور کسی حد تک یہ درست بھی ہے۔ کیونکہ اِس مقدسہ کو خداوند خدا نے اپنے بیٹے کے جنم کے لئے دُنیا بھر میں سے چُنا۔ اور یہ شرف صرف اس کو حاصل ہے۔ پروٹسٹنٹ فرقہ کے لوگ بھی مقدسہ مریم کی کم تعظیم نہیں کرتے۔

جونہی خداوند نے فرمایا۔ "دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے۔ اور دیکھ تیری ماں یہ ہے۔ تو شاگرد اسی وقت اُسے اپنے گھر لے گیا۔ یوحنا 27:19-

✪✪✪

"چوتھا کلمہ"

ایلی ایلی لما شبقتنی یعنی اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ متی 46-45:27 مرقس 15:34

اس کلمہ کو ہم کفّارہ کا کلمہ کہتے ہیں۔

ان سات کلمات کو ہم دو حصّوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلے تین کلمات میں، صلیب دینے والوں کے حق میں دعائے خیر۔ تائب دل ڈاکو سے خطاب اور اپنی والدہ ماجدہ مقدسہ مریم کے متعلق ہدایات یعنی دوسرے لوگوں کے بارے میں ذکر کیا گیا لیکن اب چار کلمات میں یعنی چوتھا پانچواں چھٹا اور ساتواں اس کی اپنی ذات کے بارے میں تھے یہ تقسیم بالکل درست اور طبعی معلوم ہوتی ہے کہ لوگ جب قریب المرگ ہوتے ہیں اپنے دنیاوی معاملات کا بندوبست کر چکنے میں اعزہ و اقارب سے فراغت حاصل کر لیتے ہیں۔ تو پھر تنہا موت کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنا منہ پھیر لیتے ہیں یا دیوار کی طرف کر لیتے ہیں تاکہ موت سے دوچار ہو جائیں۔ ایک بات غور طلب ہے کہ ان دونوں حصّوں کے درمیان وقفہ پایا جاتا ہے۔ ہاں اس وقت تمام ملک تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

پہلے تین کلمات سورج کی روشنی میں کہے گئے اور چار تاریکی کے تسلّط کے دوران۔ سورج نے منہ چھپا لیا۔ شاید اس لئے کہ فطرت اس ظلم اور بے انصافی کو جو سرزد ہو چکی تھی اس کا سامنا کرنے سے قاصر تھی اور فطرت کو ایسی چیز ہرگز گوارا نہیں کہ سورج اس ظالم دنیا کو روشنی بہم پہنچائے۔ اس نے اپنے غصے کا اظہار اس طریقہ سے کیا شکسپیئر کہتا ہے کہ جب روئے زمین پر کوئی عجیب واقعہ رونما ہوتا ہے تو اس کا اثر زمین

پر بھی ہوتا ہے۔

مسیح خداوند تیسرے اور چوتھے کلمات کے درمیانی وقفہ میں کافی دیر خاموش رہا شاید وہ ایک شہید کی طرح خداوند سے مؤدّبانہ طریقے سے رفاقت رکھے ہوئے تھا اور اس کا انداز ولی اللہ کی طرح ہے کہ جو دُکھ اور کرب کی حالت میں بھی خدا کی حمد و ستائش کے گیت گاتے رہے۔ نظارہ بین کے نزدیک یہ زبردست ظلم کے مترادف تھا۔ مگر ان کی حالت سدرک، میسک اور عبدنجو جیسی تھی۔ وہ آگ میں بھی اپنے خالق حقیقی کو نہ بھولے۔ خداوند مدد کے لئے پہنچے اور آگ کا رُخ دوسری جانب پھر گیا۔ آگ ان کو جھونک کر پھینکنے والوں کو نگل گئی۔ مگر سدرک، میسک اور عبدنجو آگ کے شعلوں میں یوں گشت کر رہے تھے گویا کسی سیرگاہ میں ٹہل رہے ہوں۔

مسیح خداوند نے اس تکلیف کو جو کوہ کلوری تک کے سفر میں جھیلی ایک ایسی ہستی کے طور پر برداشت کی جو ان تکالیف پر حاوی ہے مگر پھر بھی مخلوق خداوندی کو اجازت دے رکھی تھی کہ کر لو جو تمہارے بس میں ہے سب کچھ سہنے کے بعد آج یہ کہہ کر حساب بیباق کر دیا۔

اے خدا! ان کو معاف کر کیونکہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔

الف۔ 22 زبور کا اقتباس۔

یہ کلمہ بائیسویں زبور کا اقتباس ہے۔ روایت ہے کہ یہودی لوگ جب کسی ویرانے یا سنسان جگہوں میں سے گزرا کرتے تھے تو زبور مذکورہ کا ورد کیا کرتے تھے۔

اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

تو میری مدد اور میرے نالہ و فریاد سے کیوں دور رہتا ہے۔

اے میرے خدا! میں تجھے پکارتا ہوں تو مجھے جواب نہیں دیتا۔ (زبور 22

آج مسیح خداوند جب خود جانکنی کی حالت میں موت کی وادی میں سے گزرتے ہیں تو ان کی زبان سے یہی الفاظ نکلے۔

اَے میرے خدا!...... تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

ب۔ سلیقۂ پکار

مسیح خداوند نے بڑے زور سے چلّا کر کہا کہ

اَے میرے خدا!...... تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟

متّی رسول فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو پاس کھڑے تھے انہوں نے سمجھا کہ اُس نے شاید ایلیاہ کو پکارا اور ہو سکتا ہے ایلی! ایلی! لمَا شبقتنی کے الفاظ کے بموجب ایلیاہ اُسے بچانے آئے۔

یہاں پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت موسیٰ انبیاء میں بزرگ ترین تھے کیونکہ شریعتِ خداوندی اُن کی وساطت سے دنیا میں آئی۔ لیکن ایلیاہ کا رُتبہ انبیاء میں سے سب سے بڑا ہے۔ حالانکہ وہ حضرت موسیٰ کے ہم پلّہ نہ تھے پھر بھی انبیاء میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ اِسی لئے کوہِ حرمُون کے واقعہ میں ہم موسیٰ اور ایلیاہ کو خداوند یسوع کی صُحبت میں بیٹھے دیکھتے ہیں اور ان دونوں کے ناموں کا ذکر آتا ہے۔ نیز یوحنا بپتسمہ دینے والے کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ وہ اُن میں سب سے بڑا اور عظیم ہے جو عورتوں سے پیدا ہوئے۔

مسیح خداوند کا زور سے پُکارنا دکھ کے اظہار کو ہمارے سامنے لاتا ہے۔ کہ تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

ج۔ لفظ کیوں؟

لفظ "کیوں" استفہامیہ ہے۔ جب انسان دُکھ اور پریشانی کی حالت میں ہوتا ہے تو پھر وہ کیوں یعنی سوالیہ حالت میں پایا جاتا ہے۔

ایّوب نبی نے کچھ یُوں فرمایا "کہ میں اپنی ماں کے رحم ہی میں کیوں نہ مرگیا۔

یرمیاہ کا رونا بھی اِسی قسم کا ہے۔

وہ حیرت بخش دلیری کے ساتھ خدا کو کیوں کر پُکارتا ہے۔

جب بنی اسرائیل بیابان میں کھانے پینے سے متعلق چیخ و پکار کرنے لگے اور مصر کے گوشت کو یاد کرتے تھے تو موسیٰ نے اس ضمن میں یُوں فرمایا۔

"کہ مجھ پر تیرے کرم کی نظر کیوں نہ ہوئی۔ جو تو اِن سب لوگوں کا بوجھ مجھ پر ڈالتا ہے۔ گنتی 11:11

مسیح خُداوند کے لئے یہ مقام حیرت تھا کہ خُدا باپ نے اچانک اُسے چھوڑ دیا۔ یہ پکار دکھ کی پکار تھی۔ تکلیف میں چھوڑے جانے کی پکار تھی۔ داد رسی تھی اکیلا رہ جانے کی۔ "تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ حسرت و یاس کی تصویر ہے۔

د۔ یہ کلمہ گتسمنی کی تشریح ہے

گزری شام خداوند مسیح کو گتسمنی باغ میں انتہائی کرب کی حالت میں دُعا کرتے دیکھا گیا اور اُن کی دُعا کے الفاظ یہ تھے کہ "ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے ـــــ تو بھی تیری مرضی پوری ہو نہ کہ میری ...... مسیح خُداوند آج وہ برّہ ہے جو قربانیوں کی اصل ہے اور ضروری ہے کہ وہ گناہ کے تمام بوجھ کو اٹھائے جو اس پر لادا گیا۔ یہ موت کا پیالہ خدا کے قہر اور غضب کا پیالہ تھا۔ کڑواہٹ کا یہ عالم ہے کہ اس کا ٹلنا ناممکن و محال تھا۔ خداوند کی مرضی مقدّم تھی۔ اس کا پُورا ہونا ضروری تھا۔ اس پیالے کا پیا جانا اس برّے کے لئے ضروری تھا۔ تب ہی اس کی قربانی اپنی کاملیّت کو پہنچی۔ اگر وہ اس پیالے کو نہ پیئے تو موت مسلسل بنی نوع انسان پر منڈلاتی رہے۔ اب موت کا غضب ٹل گیا ہے اور راہ نجات سامنے دکھائی دینے لگا ہے۔

ر۔ یہ کلمۂ خُدا کی پاکیزگی اور عدل کا آئینہ دار ہے

اس کلمہ کی بنیادی بات یہ ہے کہ خُداوند نے مسیح یعنی برّے کو چھوڑ دیا اور چھوڑا بھی اُس وقت جب بڑی اذیّت ناک حالت میں تھا۔

مسیح خداوند کے دکھ کی تصویر یسعیاہ نبی نے ترپن باب (باب53) میں یوں بیان کی۔

"نہ اس کی شکل و صورت، حقیر و مردود، مرد غمناک، رنج کا آشنا...... سب سے بڑھ کر یہ وہ ہماری بد کرداری کے باعث کچلا گیا۔
ہماری ہی سلامتی کی خاطر اُس پر سیاست ہوئی۔ خدا نے ہماری بد کرداری اُس پر لاد دی۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کا کوٹا اور ستایا ہوا تھا۔ وہ ایک ایسی ہستی ہے جس نے گناہ کا سارا بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔ وہ زمانۂ قدیم کی قربانی کی طرح نہیں جو عوضی قربانی بھیڑ بکروں کی مانند تھی۔ بے زبان بکروں اور بروں کو قربانی کے لئے سامنے لایا جاتا وہ راضی برضا قربانی نہ ہوتے تھے۔ وہ ہم جنس قربانی بھی نہ تھے۔ مگر خداوند یسوع کی قربانی ایک بے لوث، راضی، برضا ہم جنس اور اصل قربانی تھی۔ خداوند کا انصاف اسی میں تھا کہ وہ سامنے سے ہٹ جائے مسیح کو صلیب پر اکیلا چھوڑ دے تاکہ وہ پوری اذیت کے ساتھ قربان ہو۔ لکھا ہے۔

کہ وہ خدا کا برہ جو جہان کے گناہ اٹھا لے جاتا ہے۔

پطرس رسول نے فرمایا کہ ہماری خلاصی فانی چیزوں یعنی سونے اور چاندی سے نہیں بلکہ ایک بے عیب اور بے داغ برے کے خون سے ہوئی ہے۔

مسیح خداوند بے داغ اور بے عیب برہ ہے تو خداوند نے بھی پورے انصاف کے ساتھ اُسے چھوڑ دیا تاکہ وہ برہ جو جہان کے گناہ اٹھانے کے لئے آج قربان ہو رہا تھا۔ اچھی طرح قربان ہو۔ انصاف کے تقاضے پورے ہوں۔ پوری اور افضل قربانی دی جائے اور اس طرح پورے جہان اور فانی انسانیت کے گناہ دھل جائیں۔ وہ چھوڑا گیا تاکہ ہم نہ چھوڑے جائیں۔

ضروری تھا کہ وہ آج چھوڑ دیا جائے اور خداوند خدا غضب ناک خدا بن کر پورا انصاف کرے۔ پوری قربانی قبول کرے اور مسیح خداوند کو اس کرب و تکلیف کی حالت

میں چھوڑ دے۔ اُس کا چھوڑا جانا اور مار کھانا ہمارے لئے شفا بن گیا۔

مسیح خداوند نے اب تک بہت دکھ سہا تھا مگر خداوند کا اُسے چھوڑ دینا کئی میلیوں سے بھی بڑا دکھ تھا۔ خدا ابھی تک اس کے لئے ایک بہت بڑا سہارا تھا۔ مگر اب جب کہ خداوند نے اُسے چھوڑ دیا تو یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ اُس نے انصاف کے تقاضے کو پوری طرح اپنایا اور چاہا کہ وہ قربانی جو مسیح خداوند دینے کے لئے دنیا میں آیا۔ وہ اچھی طرح، راستی سے اور ایک انصاف کی قربانی ہو، تاکہ انصاف کے تقاضے اُدھورے نہ رہ جائیں۔

ایک منصف کا انصاف اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کے لئے وہی سزا تجویز کرے اور اُسی طرح انصاف کرے جو وہ عام انسان کے لئے کرتا ہے۔

آج انصاف کے تقاضے پورے ہو گئے۔

مسیح کو چھوڑ دیا گیا تاکہ وہ قربانی جس کا دینا مسیح خداوند کو ضروری تھا وہ انصاف کے ترازو میں کسی طور بھی کم نہ نکلے۔

ز۔ چھوڑے جانے کا دکھ جسمانی ہی نہیں روحانی بھی تھا

مسیح خداوند اس دکھ کی گھڑی اور صلیبی موت میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ حالانکہ پہلے پلاطوس نے خداوند کی بے گناہی کا اقرار کیا۔ لوگوں کا اصرار کہ یسوع کو صلیبی موت کے حوالے نہ پیش کرے ورنہ قیصر کی خیر خواہی مشکوک ہے۔ پلاطوس اس الزام سے اور بلوے کے ڈر سے کہ رومی حکومت کے لئے خطرہ پیدا نہ ہو جائے اور قیصر کی خیر خواہی اور وفاداری کے ثبوت کے لئے آخر اُسے لوگوں کے سامنے سر خم تسلیم کرنا پڑا۔ اور خداوند مسیح کو موت کے حوالے کر دینے پر رضامندی کا اظہار کر ہی دیا۔ مطلب یہ ہے کہ شاگرد چھوڑ گئے انہوں نے ناآشنائی کا مظاہرہ کیا۔ ہیرودیس اور پلاطوس نے ہاتھ کھینچ لیا۔ یہ سارا کچھ خداوند کے لئے ناقابل برداشت دکھ تھا۔ بلکہ جسمانی دکھ کہنا بے جا نہ ہو گا۔

کوڑے کھانا، کانٹوں کا تاج، پسلی کا چھیدا جانا اور کیلوں سے صلیب پر جڑا جانا ایک

اُتم درجے کا جسمانی دکھ تھا اگر دیکھا جائے تو اُس دکھ سے زیادہ بھیانک اور دُکھ کیا ہو سکتا تھا۔ اِنسان کا اچانک کسی حادثے کا شکار ہو جانا یا قتل ہو جانا زبردست دکھ ضرور ہے مگر ساری پہاڑ جیسی رات دکھ میں گزارنا، صلیب پر چھ گھنٹے لٹکے رہنا بے رحمی کا دکھ تھا۔ موجودہ ترقی یافتہ حکومتیں اِس قسم کے دُکھ کی نفی کرتی اور اہانت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ اِس کے برعکس آنا" فانا" کسی انسان کو ختم کرنے، پھانسی یا موت کی سزا دینے میں یقین رکھتی ہیں۔ مگر اِس قسم کے کریہہ منظر کو دُہرانے کی بابت سوچنا بھی گناہِ کبیرہ کے مترادف گردانتی ہیں۔

بہرحال یہ تمام مسیح خداوند کا جسمانی دُکھ تھا لیکن اِس کلمہ کے کہے جانے کے ساتھ ہی اُس کے رُوحانی دکھ کا آغاز ہُوا۔ جب اُس نے فرمایا "اَے میرے خدا! اَے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" تو یہ بات اس پر منتج ہوتی ہے کہ اگرچہ سب چھوڑ گئے۔ مَیں نے بے بیان اور بے پایاں دُکھ برداشت کیا مگر اِے میرے خدا! تو تو میرے سامنے سے ہٹ کر مجھے دُکھ نہ دے کہ میری محبّت ہی مجھ سے مُنہ موڑ لے۔ اَور میرا روحانی دکھ جسمانی دکھ سے تجاوز کر جائے۔

جیسے اُوپر بیان کیا گیا ہے کہ خُدا کا مسیح خداوند کو چھوڑ دینا ہزار صلیبوں سے بھاری تھا۔ خُدا کی پل بھر کی جُدائی مسیح خداوند سے برداشت نہیں ہوئی یہاں تک کہ وہ دُکھ سے پکار اُٹھا۔

"اَے میرے خُدا! اَے میرے خُدا! ...... تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔"

حضرت ایُوب کی مثال یہاں پر بہت مَوزوں رہے گی کہ شیطان نے اُس کا سب کچھ بگاڑ لیا اُس کی تمام دولت، قیمتی چیزیں، جانِ جگر، لختِ جگر لے لئے وہ سخت تکلیف اور بیماری کی حالت میں رہا۔ اُس کا جسم ناسوروں سے پُر تھا۔ اُس سے گھن آنے لگی مگر کیا خدا نے اُسے چھوڑ دیا تھا۔ ہرگز نہیں۔ اُس کا خدا اُس کے ساتھ تھا۔

زبُور نویس نے کیا خوبصورت لکھا ہے۔

کہ بے خُدا آدمی کی اُمید ٹوٹ جائے گی

زبُور 91 میں مرقوم ہے۔ "وہ تجھے مہلک وبا سے چھڑائے گا اور تجھے اپنے پروں سے چھپا لے گا۔ اور تجھے اُس کے بازوؤں کے نیچے پناہ ملے گی۔

اس خیال کی اعانت میں داؤد بادشاہ کی مثال برموقع ہے۔ داؤد بادشاہ نے حتی اُوریاہ کو قتل کروا دیا۔ اور بت سبع کو زبردستی اپنی بیویوں میں شامل کر لیا۔ اس گناہ کی سزا اُس نے پائی اَور خوب پائی۔ جہاں اُس کا گناہ زبردست تھا تو وہاں سزا بھی ویسی ہی تھی۔ اس کے علاوہ بھی وہ ایک گناہ کا مرتکب ہُوا کہ دان سے بیر سبع تک مردم شماری کروائی گئی -2- سموئیل ب 24) خداوند کو یہ حرکت پسند نہ آئی۔ اور اپنے کلام کو داؤد کے غیب بین جاد پر نازل کیا۔ "کہ داؤد تو نے یہ بُرا گناہ کیا "کیا تو اَب انسان کے ہاتھ میں پڑنا چاہتا ہے یا خُدا کے ......"

پس داؤد نے سوچا۔

خُدا کی رحمتیں عظیم تر ہیں۔ خداوند کے ہاتھوں میں پڑنا انسان کے ہاتھوں میں پڑنے سے بہتر ہے۔ داؤد کو یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ خُدا کے ہاتھوں پڑوں گا تو سزا بھی پاؤں گا۔ پَر وہ اپنے پَروں تلے چھپا لے گا۔ اور مجھے ضرور ہی خُدا کے پروں کے نیچے پناہ ملے گی۔

خداوند نے داؤد کو اپنا بندہ کہا۔ اپنی قوم کے لئے اُسے بڑا استعمال کیا وہ بذاتِ خود اپنی قوم بنی اِسرائیل کی آنکھوں کا تارا تھا۔ مگر جب وہ گرا' خداوند نے اُسے سزا دی۔ لیکن اِسے کبھی نہ چھوڑا۔ جس کا اقرار داؤد نے خود کیا۔ زبُور 22:55

وہ صادق کو کبھی جنبش نہ کھانے دے گا۔

یرمیاہ نبی نے باب 17 میں فرمایا کہ ملعون ہے وہ آدمی جو اِنسان پر توکّل کرتا' بشر کو اپنا بازو جانتا ہے اور جس کا دل خُدا سے برگشتہ ہے۔

خداوند یسوع کا اپنی مصیبت میں کلّی سہارا خدا پر تھا۔ اس نے کبھی انسان پر توکل نہیں کیا۔ اسی لئے یہ بھی کہا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرور تھا"

خُدا سے علیحدہ ہونے کا دکھ ایک ایسا دکھ تھا جس کا اندازہ شاید فانی اِنسان کے بَس

میں نہیں خداوند یسوع کے لئے خدا سے وہ چھوڑا ایک جسمانی دکھ تھا مگر اس سے کہیں بڑھ کر ایک روحانی دکھ تھا۔

اِس لئے فرمایا "اَے میرے خدا .... تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"۔

✪✪✪

"پانچواں کلمہ"

"مَیں پیاسا ہُوں" یوحنا 19:28 جسمانی دکھ کا کلمہ

خداوند یسوع نے صلیب پر سے فرمایا "مَیں پیاسا ہُوں" پانچواں کلمہ ایک جسمانی دکھ کا کلمہ تھا۔ خداوند مسیح کو صلیب پر لٹکے کافی دیر ہو چکی تھی۔ سارا ملک تاریکی میں ڈوبا ہُوا تھا۔ یہودی قیادت خُوش تھی کہ اس نے وقتی طور پر روحانی قوتوں کو مغلوب کر لیا اور زندگی کے مالک کو صلیب پر کھینچ لیا۔ یہ ہی اُن کی فتح تھی لیکن خُود ہی اپنے لئے پُورا انصاف بھی مانگ لیا کہ اس کا خُون ہماری اَور ہماری اَولاد کی گردن پر.......

اگر خداوند یسوع صلیب پر آج یہ نہ فرماتے کہ "اَے باپ! اِن کو معاف فرما کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں تو آج یہودیت یعنی یہودی مذہب کا نام و نشان نہ ہوتا۔ آج اِسرائیل ملک روئے زمین پر ایک حقیقت بن کر کبھی نہ ابھرتا۔ وہ صفحۂ ہستی سے مِٹ جاتے لیکن اسرائیل کا گھرانا یا یہودی لوگ مسیح خداوند کی پیاس ہیں۔

1- مَیں پیاسا ہُوں ایک شخصی تمنا

مسیح خداوند نے جب یہ کلمہ فرمایا "کہ مَیں پیاسا ہوں" تو یہ اس کی صلیب پر ایک شخصی تمنا تھی۔ اس نے کچھ نہ مانگا۔ سردار کاہن، فقیہ، پلاطُوس ہیرودیس اَور صلیب دینے والوں کے سامنے بے بس نہ ہُوا بڑے پُروقار طریقے سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اُپنے آپ کو خالق ہونے کے ناطے مخلوق کے سامنے لا کھڑا کیا اور خُود کو اُن کے سُپرد کر دیا۔

پادری میلہ رام نے اُپنے وعظ میں اِسی نظارہ کو پیش کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے کہ:

"Creator stood before creature"

یعنی خالق خود مخلوق کے سامنے ایک ملزم بن کر کھڑا ہو گیا۔

آج وہ پانی مانگ رہا تھا۔ اُس کے جسم سے قریب قریب سارا خون بہہ چکا تھا جس کی بدولت وہ نہایت لاغر ہو چکا تھا۔ اس لئے پیاس کی شدت انتہا کو پہنچ گئی۔ فرمایا "میں پیاسا ہوں"۔

پہلا سوال ۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ خدا تھا تو پھر پیاس کیوں لگی۔ اُس کا جواب یہ ہے کہ وہ کامل خدا اور کامل انسان تھا۔ خدائی روح انسانی جسم میں سمائی ہوئی تھی۔ جب وہ مردے زندہ کرتا، پانی پر چلتا بادلوں پر اڑتا اور مختلف معجزات کرتا تو وہ خدائی صورت میں ہوتا تھا۔ لیکن دوسری طرف وہ کشتی میں سویا ہوا تھا انجیر کے درخت کے پاس گیا کیونکہ اُسے بھوک لگی۔ سامری عورت سے پانی مانگا اس لئے کہ یہ اُس کی بشریت تھی انسان ہونا تھا۔ جب اُس کی زندگی کے رازوں پر سے پردہ اٹھا۔ یہ اُس کی خدائی تھی۔

یوں اس سے یہ ثابت ہوا کہ وہ کامل خدا اور کامل انسان تھا۔

دوسرا سوال ۔

آج اُس نے پانی کیوں طلب کیا۔ جب کہ سامری عورت سے سوخار کے کنوئیں پر (یعقوب کا کنواں) ملاقات کے دوران کچھ اور ہی کہا۔

اگر تو خدا کی بخشش کو جانتی اور یہ بھی جانتی کہ وہ کون ہے جو تجھ سے پانی پلانے کے لئے کہتا ہے تو تو اُس سے مانگتی اور وہ تجھے زندگی کا پانی دیتا۔ (یوحنا 4:10)

قانائے گلیل میں اپنی خدمت کے آغاز میں پانی کو مے میں تبدیل کیا اور لوگ اس معجزہ کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہو کر رہ گئے۔

چند دن پہلے یروشلم میں کھڑے ہو کر پکارا۔ "اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آئے اور مفت پئے"

اُس نے یہ بھی فرمایا "جو پانی میں دوں گا وہ اُس کے اندر ایک چشمہ بن جائے گا ابدی زندگی تک۔

وہ ساری دنیا کی پیاس بجھانے کا دعوے دار ہے۔ اور اب حالت یہ تھی کہ سخت درماندگی کا غلبہ ہوا۔ میرے عزیزو! یہ تقابل اور اختلاف مسیح خداوند کی زندگی میں اکثر نظر آیا۔ یہ اس کی باطنی دولت اور بیرونی افلاس کی عکاسی تھی۔

جواب یوں ہے۔

الف۔ مسیح خداوند ساری دنیا کو دولت مند بنانے کی قدرت رکھتا ہے۔ مگر خود اس کی ذاتی ضرورت پیروکار عورتیں امداد فراہم کر کے پوری کر دیتی تھیں۔

ب۔ ایک دفعہ یہ بھی کہا کہ "میں زندگی کی روٹی ہوں" مگر اکثر فاقہ کشی کی حالت میں پائے گئے۔ ایک دفعہ اپنے شاگردوں سے کہا "تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے"۔

ج۔ اپنے ایماندار بندوں سے یہ بھی کہا کہ میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں۔ لیکن فرمایا "لومڑیوں کے لئے ماندیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے ہوتے ہیں۔ مگر ابن آدم کے لئے سر چھپانے کی جگہ نہیں۔

د۔ مردہ لعزر کو قبر سے زندہ باہر لانے کی قدرت رکھتا تھا مگر پتھر ہٹانے کے لئے لوگوں سے کہا۔ ہائنی ایک جید عالم تھا جس نے جرمنی کو علم اور لٹریچر سے مالا مال کر دیا لیکن اُس کی اپنی زندگی میں مفلسی کے سوا کچھ نہ تھا۔

ہائنی کی زندگی میں ایسا وقت بھی گزرا کہ اُس نے ایک وقت پھلوں کے چھلکے کھا کر شکم سیری کی اور خداوند کا شکر ادا کیا۔

سموئیل جانسن نے سب سے پہلے انگریزی میں ڈکشنری لکھی اور عمدہ کتابیں تصنیف کیں لیکن صد حیف کہ اُس کے پاؤں جوتیوں سے محروم ہی رہے۔ (جانسن انگلستان کا باشندہ تھا، صاحب علم اور قلم کا دھنی تھا)

کارل مارکس جرمنی میں پیدا ہوا اور آخری ایام انگلستان میں گزارے۔ اُس نے ساری دنیا کو اشتراکیت کا سبق دیا روس جیسا ملک اُس کا گرویدہ ہو گیا۔ آخری ایام میں

جب اُس نے اپنی تحریر کو مکمل کیا اُس کے بیوی بچوں کو موت نے اُس سے چھین لیا اور وہ خود کوڑی کوڑی کو محتاج ہو گیا۔ مگر دنیا والوں کے لئے مساوات کا سبق ورثے میں چھوڑ گیا۔ اہلِ دُنیا نے اُس کے فلسفۂ اشتراکیت کو غلط رنگ دینے سے بھی گریز نہ کیا اور خدا کو اپنی حدود سے نکال باہر کیا۔

کارل مارکس وہ انسان تھا جو مفلسی میں سسک سسک کر مرا مگر سسکتی انسانیت کے دُکھ سے خوب واقف تھا۔ اِس دُنیا میں نہ جانے کتنے خدا رسیدہ لوگ ہو گزرے ہیں جنھوں نے دنیاوی اور جسمانی شان و شوکت کو پہنچ جانا اور خدائی ریاضت کی فکر کی۔ سقراط، پطرس رسول، پولوس رسول، مارٹن لوتھر، ابراہام لنکن اور گاندھی کے نام اس ضمن میں لئے جا سکتے ہیں۔ مگر مسیح خداوند کی ذات اعلیٰ وارفع اور قابلِ تقلید ہے۔

مسیح خداوند کی پیاس ہماری عقیدت اور خلوص کی طلبگار ہے۔

دریں چہ شک کہ خداوند کی پیاس جسمانی تمنا تھی کیونکہ وہ جسمانی طور پر نڈھال ہو چکے تھے۔ لیکن اُس کی پیاس آج بھی قائم ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے پیاسا ہے۔ ہمارے خلوص کا، عقیدت کا ہمدردی کا، محبت کا اور ہماری خدمت کا مسیح خداوند نے پانی مانگا لیکن اُسے سرکہ دیا گیا وہ آج بھی پانی کا طالب ہے مگر ہم شاید اُسے تلخی، کڑواہٹ اور بدمزگی کے علاوہ کچھ نہیں دیتے۔

نجات دہندہ آج بھی اپنی پیاس کا ذکر کرتے ہوئے آج کے زمانے سے مخاطب ہے۔ "میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ دیا۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا، میں ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا۔ بیمار تھا تم نے میری تیمارداری نہ کی۔"

شاید ہمارا جواب ایسا ہی ہے کہ کب تجھے پیاسا، بھوکا اور ننگا دیکھ کر تیری خبر گیری نہ کی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج بھی لوگ سڑکوں پر بھوکے، پیاسے، ننگے، نادار، بیمار ہیں اور یہ سب خداوند کی مخلوق ہی تو ہیں۔

یہی مسیح خداوند کے بہن بھائی ہیں جو دکھ اٹھا رہے ہیں۔ اور ہمارے پاس وقت کی

اتنی قلت ہے کہ ہم اُن کی پکار اور آہ و زاری سن نہیں سکتے۔ مسیح خداوند اُن کو دیکھ کر پکار اُٹھتا ہے "میں پیاسا ہوں۔"

داؤد نبی کیا خوب کہتے ہیں کہ اے خدا جیسے ہرنی پانی کے سوتوں کو ترستی ہے ایسے ہی میری روح زندہ خدا کے لئے ترستی ہے۔ میری روح زندہ خدا کی پیاسی ہے۔ (زبور 42)

اگر آج ہم نے تڑپتی، سسکتی اور دکھی انسانیت کی پرواہ نہ کی تو پھر امیر آدمی کی طرح لعزر کو ابراہام کی گود میں دیکھ کر کہیں گے کہ لعزر کو بھیج کہ وہ اپنی انگلی کا سرا پانی میں بھگو کر ہماری زبانوں کو تر کرے۔ کیونکہ ہم اس آگ میں تڑپتے ہیں۔ لیکن جواب ہو گا۔

"بیٹا تو اپنی زندگی میں اچھی چیزیں لے چکا......
مسیح خداوند آج پیاسا ہے۔ ہماری محبت کا۔
مسیح خداوند آج پیاسا ہے۔ خلوص کا۔
مسیح خداوند آج پیاسا ہے۔ خدمت کا۔
ہمدردی، عقیدت اور سچائی کا۔
مگر یہ دنیا ظلم و تشدد اور بے انصافی کی بھول بھلیوں میں راستہ کھو گئی ہے۔

نجات دہندہ کی پیاس کلیسیاء کا دُکھ ہے۔

ندی نالوں، جھیلوں، دریاؤں اور سمندروں کا خالق و مالک، چشموں کا پیدا کرنے والا آج پیاسا ہے۔ آج جب بھی کوئی دلِ حقیقی الفت سے بھرپور کسی مفلوج، اپاہج، غریب اور یتیم کی طرف بڑھتا ہے تو منجئی دو جہان کی دکھی جان کو تسلی ملتی ہے۔

کلیسیاء کے چرواہے اور لوگوں کی پیاس

یرمیاہ نبی نے اپنی قوم کی بے حسی پر گریہ زاری کرتے ہوئے فرمایا۔ "وہ میری

بنتِ قوم کے زخم کو یوں ہی سلامتی سلامتی کہہ کر اچھا کرتے ہیں حالانکہ سلامتی ہے نہیں۔ پھر کہتا ہے کہ میری بنتِ قوم کے نالہ کی آواز دُور کے ملک سے آتی ہے۔

آج ہمارے ملک کی تصویر پر اس کلمہ کی آواز صادق آتی ہے۔ ہمارے ملک میں بے شمار لوگ آج بھی ایسے ہی ہیں جو ظلم و تشدد، بیگار اور ناجائز طریقوں سے ستائے جاتے ہیں۔ رات دن محنت اُن کا معمول ہے۔ اور اُن کی محنت کا پھل وہ لوگ کھا رہے ہیں جنہوں نے کبھی کوئی تکلیف برداشت نہیں کی۔

وہ عبادت، ریاضت، پرچار و خدمت جو اُن کا اصل کام ہے کو پس پُشت ڈال کر نشستن، گفتن اور برخاستن میں قیمتی وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اور عوام بھوکے، ننگے اور پیاسے جو ان کی خدمت اور توجہ کے مستحق ہیں آہ و فغان کی زندگی گزار رہے ہیں۔

یرمیاہ نبی نے فرمایا "میرے لوگوں نے دو بُرائیاں کی ہیں کہ انہوں نے مجھ خداوند یعنی آبِ حیات کے چشمے کو ترک کر دیا اور اپنے لئے حوض کھودے ہیں شکستہ حوض جن میں پانی نہیں ٹھہر سکتا۔

کلیسیائی لوگوں نے شکستہ حوض کھود رکھے ہیں اور آبِ حیات کے چشمہ یعنی مسیح خداوند کو ترک کر رکھا ہے۔

کلیسیاء کے چرواہوں کو ایک بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ کلیسیاء کبھی ترقی نہیں کر سکتی اور رُوح القدس سے معمور نہیں ہو سکتی جب تک وہ لوگ جو دنیاوی لالچ سے مبرا، حلیم اور فروتن ہوں سامنے نہ آئیں۔ جنہوں نے اپنے جامے برّہ کے خُون میں دھوئے ہوں۔ جو کلیسیاء کے لئے تڑپ رکھتے ہوں۔

آج کلیسیاء کی پیاس ہے:-

اقتدار کی۔

جھوٹے وقار کی۔

دولت کی۔

کرسی اور عزت کی۔

اور غلط قسم کے رسوخ کی۔

میرے عزیزو! آج ہیکل کی چوکھٹ پر رکھے ہوئے مٹکے مَے سے خالی ہیں۔ آج غریب و نادار کے ہاتھ میں کشکول ہے لیکن پانی اور روٹی سے محروم۔

مسیح خداوند ایسی حالت کو دیکھ کر دھاڑیں مار مار کر پکارتا ہے۔ "میں پیاسا ہوں" ہم اس کی پیاس کے ذمہ دار ہیں۔ ہم نے اپنے افعال سے کردار سے پیاس کو بھڑکا رکھا ہے۔ ہم نے اس کی پیاس میں شدت پیدا کر کے اور اُسے سرکہ پیش کر کے اُسے رُلا کر رکھ دیا ہے۔ کاش ہم اُس کی شدتِ تشنگی کو کم کرنے کا سوچیں۔ اُس کی آہ و فغاں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

⁂

"چھٹا کلمہ"

تمام ہوا

(یوحنا 19:30)

فتح مندی کا کلمہ

یہ کلمہ فتحمندی کا اظہار ہی نہیں کاملیت کا نعرہ بھی ہے۔ آج اُس کا سارا مشن پُورا ہوا۔ اُس نے اپنے مشن کو پُورا کر لیا۔ یہ کلمہ یونانی زبان کے صرف ایک لفظ پر مبنی ہے۔ یہ شکست کی پُکار نہیں بلکہ اِس میں عمیق معنی بھرے ہوئے ہیں۔ اِس میں معنی کا ایک سمندر موجزن ہے۔

عام اِنسان پیدا ہوتا ہے اور مرجاتا ہے۔ چند ایک اِنسان تعلیم یافتگی کے بعد اپنے سامنے چند ایک مقاصد رکھ لیتے ہیں۔ اور انتہائی شدومد سے کام لیتے ہیں تاکہ اُن کا مقصد اِسی زندگی میں پُورا ہو جائے۔

کتنے مُبارک ہیں وہ لوگ جو اپنی مختصر زندگی میں اپنے مقصد کو پا لیتے ہیں۔

پادری مُمتاز سموئیل مرحوم کا کہنا ہے کہ یونانی زبان میں اِس کا مطلب ہے "قرض پورا کر دیا گیا" چکا دیا گیا یا کوئی قرض باقی نہیں رہا۔

قرض کا بیباق ہونا مسیح خُداوند کے کام پر ایک مُہر ہے۔

الف۔ اُس کی ذات کا مشن پُورا ہوا۔

مسیح خُداوند کے سامنے ایک مشن یا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کو پُورا کرے اور اُس کا مشن جو پورا کرنا تھا وہ یہ تھا کہ نجات کے کام یعنی خُدا کے سپرد کردہ کام کو تکمیل تک پہنچا دیں۔

آیئے۔ کلامِ مقدس کی روشنی میں اِس کا جائزہ لیتے ہیں۔

الف۔ مُقدس لُوقا دوسرے باب میں فرماتے ہیں۔ اُس کے والدین ہر سال عیدِ فسح پر یروشلیم جایا کرتے تھے۔ جب خُداوند یسُوع پہلی بار یہاں تشریف لائے تو بارہ برس کے تھے مُقدس مریم اور یوسف عید کی تقریب، اُس کی دلچسپیاں اور مطلوبہ کام ختم کر کے واپس ناصرت لوٹتے ہیں۔ راستے میں جب یسُوع نہ ملا۔ تو فکر مند ہوئے۔ ہر جگہ ڈھونڈا اور نہ پایا۔ بالاخر واپس یروشلیم آنا پڑا۔ آ کر دیکھا کہ وہ اُستادوں کے درمیان ہیکل میں کلام کی باتوں میں مگن ہے۔

ماں نے کہا "بیٹا تم نے ہمارے ساتھ ایسا کیوں کیا" جواب دیا "تم مجھے کیوں ڈھونڈتے تھے تمہیں نہیں معلوم کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرور تھا۔" صاف ظاہر ہے کہ خُداوند اپنے مشن کو خوب جانتے تھے۔ اُس کا مشن اُس کا کام تھا جو آج تمام ہوا۔

ب۔ جب خُداوند سامری عورت سے باتیں کر چکے تو شاگردوں نے کھانا پیش کیا۔ "میرے پاس ایسا کھانا ہے جو تم نہیں جانتے۔ میرا کھانا یہ ہے کہ میں اپنے بھیجنے والے کی مرضی کو پُورا کروں۔ اِس کے مُوافق عمل کروں۔ اُس کا کام پُورا کروں۔ پس آج کا کلمہ کہ تمام ہوا۔ پُورا ہو گیا۔

ج۔ آخری بار یروشلیم جاتے ہوئے دیکھا گیا کہ وہ تیز تیز قدم اُٹھا رہا تھا۔ تاکہ یروشلیم جائے اور مصلوب ہو اور اپنے مشن کو پُورا کرے۔ اُس کا مدعائے زندگی اُس پر حاوی تھا۔ وہ اپنے جسم و جان اور رُوح سمیت اُس میں غرق تھا۔ اُس نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ اُس کی نذر کر رکھا تھا۔ وہ اپنے مشن کی تکمیل کے لئے کوشاں رہا۔ آج اُس کا مشن پُورا ہوا۔ یعنی نجات کا کام پُورا ہو گیا۔

د۔ ایک مقصد یہ بھی فرمایا کہ "یہ نہ سمجھو کہ توریت اور نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پُورا کرنے آیا ہوں۔ متی 5:17

پولوس رسول اِسی جانب اشارے کر کے کہتے ہیں کہ جو کام شریعت جسم کے سبب کمزور ہو کر نہ کر سکی وہ خدا نے کیا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کونسا کام یہ کس کام کی طرف

اشارہ ہے؟

پطرس رسول اس پر یوں تبصرہ کرتے ہیں کہ

"تمہاری خلاصی فانی چیزوں یعنی سونے چاندی سے نہیں بلکہ ایک بے عیب اور بے داغ برّے یعنی مسیح کے خون سے ہے۔"

یوحنا رسول اپنے پہلے خط میں یوں فرماتے ہیں۔

"اس کا خون ہمیں تمام گناہوں سے پاک کرتا ہے۔ گناہ سے پاک کرنے، ابدی زندگی دینے اور نجات کا کام پورا کرنا آج ختم ہوا۔ آج تمام ہوا۔ آج یہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ یہ تھا اس کی ذات کا مشن۔

مشن کی تکمیل زندگی کی کامیابی ہے۔

اگر تواریخ عالم کے اوراق کو پلٹ کر دیکھا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ مشن کی تکمیل زندگی کی کامیابی تھی اگر مسیح خداوند مصلوب نہ ہوتے، صلیبی موت نہ مرتے اور تیسرے دن مردوں میں سے جی نہ اٹھتے تو وہ بھی اس دنیا میں آج تک آنے والے انبیاء کی مانند ہوتے جنہوں نے موت پر غلبہ حاصل نہیں کیا۔ مسیح خداوند کا مردوں میں سے جی اٹھنا موت و قبر پر فتح حاصل کرنا اس کے مشن کی تکمیل کی انتہا تھی۔ جو تین باتوں کو ثابت کرے وہ ذات خداوندی ہے۔

1- وہ الٰہی ذات ہو۔

2- وہ زندگی اور موت پر فضیلت رکھے کیونکہ موت کا ڈنک خدائی ذات پر بے اثر ہے۔

3- موت پر فتح خداوند کو تمام انبیاء اور بانی مذاہب سے افضل کر دیتی ہے۔ اسی لئے اسے زندگی کا مالک کہا گیا ہے۔ قیامت اور زندگی تو میں ہوں کے دعویٰ کو سچ ثابت کر دیا گیا۔ اور اس کے مشن کا مشکل ترین کام یا مرحلہ ختم ہو گیا۔

تاریخ دنیا حصولِ مقاصد کے لئے مشکلات کو کسوٹی کے طور پر بیان کرتی ہے۔

الف۔ کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اسے بڑی مصیبتیں اور صعوبتیں اٹھانا پڑیں۔ ہزاروں میل کا سفر سمندری جہاز سے طے کیا۔ ساتھیوں نے اسے سمندر میں غرق کرنے کا ناپاک ارادہ بھی کیا۔ تاکہ سفر کی مزید صعوبتیں نہ اٹھانی پڑیں۔ مگر کولمبس کے چٹانی ارادے کے سامنے کسی کی پیش نہ گئی۔ قصہ کوتاہ وہ انجام سے بے خبر عزم صمیم لئے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے ڈرائن کی چوٹی کو دیکھا اور امریکہ کی دریافت کا سہرا آج اس کے سر ہے۔ کسی اور کا نام اس میں شامل نہیں اسے کتنی خوشی حاصل ہوئی ہو گی جب اس کا مقصد پورا ہو گیا ہو گا۔ اس نے اپنے خواب کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔

ب۔ ولیم ولبر فورس زندگی بھر برٹش پارلیمنٹ سے دست و گریباں رہا کہ غلاموں کی تجارت جو کہ ایک گھٹیا انسانی فعل ہے اس کو یکسر بند کروا دے۔ اور آزادی کا بل منظور کروائے۔ آخر کار اس کی امید بھر آئی وہ بستر مرگ پر موت کا انتظار کر رہا تھا کہ اسے خبر ملی برٹش پارلیمنٹ نے آزادی کا بل منظور کر لیا اور آئندہ غلاموں کی خرید و فروخت قطعی بند ہو گئی۔

ولیم ولبر فورس کا مقصد کتنا مسیحانہ تھا کہ وہ دوسرے کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھتا تھا۔ اور غلاموں کی تجارت کا خاتمہ کروا کے چھوڑا۔

ج۔ انگلستان اور فرانس کے درمیان ایک زبردست جنگ لڑی گئی جو ہسٹری میں ٹریفالگر کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ایک سمندری جنگ تھی۔ فرانس کا بادشاہ نپولین یہ ارادہ رکھتا تھا کہ انگلستان کی بحری طاقت کو تہس نہس کر کے انگلستان پر قبضہ کر لے۔ وہ ماسوا انگلستان کے سارے یورپ پر قابض بھی ہو چکا تھا۔ وہ ایک بہت بڑا جرنیل بن کر ابھرا جس نے ہر طرف تہلکہ مچا دیا۔ مگر ہر فرعونے را موسیٰ۔ ادھر انگلستان کے پاس ایک نہایت قابل اور زیرک امیر البحر تھا جسے لوگ لارڈ نیلسن کے نام سے جانتے ہیں۔ جب جنگ زوروں پر تھی۔ شدید گولہ باری میں لارڈ نیلسن بری طرح زخمی ہو گیا۔ اسے محفوظ جگہ پہنچایا گیا۔ جب وہ موت و حیات کی کشمکش میں تھا تو اسے خبر ملی کہ فرانس کو شکست

ہوئی۔ اُس نے خُدا کا شکر ادا کیا اَور کہا "میرا مقصد پُورا ہو گیا" اَور یُوں اُن پُر مسرت لمحات میں اُس نے اپنی جان جانِ آفرین کے سپُرد کی۔ اِسی بطلِ جلیل اَور نادر سپُوت کی یاد میں لندن میں ایک ٹاوَر تعمیر کیا گیا جس پر لارڈ نیلسن کے وُہ الفاظ لکھے گئے جو اُس نے اہلِ انگلستان کو جذبہ سے سرشار کرنے کے لئے کہے تھے۔

England expects every man to do his duty.

اگر لارڈ نیلسن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوتے تو آج اس کا نام اِتنی عزّت و تکریم اَور احسان مندی سے نہ لیا جاتا۔

پولُوس رسول اِسی قسم کے مقصد اَور مِشن کی تکمیل کے لئے رقمطراز ہے کہ۔

مَیں بڑھا ہُوا نشان کی طرف دَوڑا ہُوا جاتا ہوں تاکہ اُس انعام کو حاصل کروں جس کے لئے خُدا نے مجھے مسیح یسُوع میں اُوپر بُلایا ہے۔ (اِفسیوں 3:14)۔

پولُوس رسول نے اپنے مِشن کو جاری رکھا اور دُنیا و مافیہا کے خطرات کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کیں۔ اِسی ضمن میں وہ اگرپا بادشاہ سے کہہ دیتا ہے۔

مَیں آسمانی رویا کا نافرمان نہ ہُوا جو دمشق کی راہ میں مجھ پر ظاہر ہوئی۔

مسیح خُداوند کے تمام کام۔ خِدمت اَور دُکھوں کی برداشت نے ثابت کیا ہے۔ کہ صِرف وُہی نجات دہندہ اَور دُنیا کا شافی ہے۔

گناہ کی معافی کا کام مکمّل ہُوا۔

مسیح خُداوند کی مَوت اَور کفّارہ نے تمام گناہوں کو مٹا دیا۔ اَور ہمارے سارے قصور معاف کئے۔ آج جانوروں کی قربانیاں ختم ہوئیں۔ ہماری مسیحی دُنیا میں کوئی ایماندار کسی قسم کی قربانی پر اکتفا نہیں کرتا۔ جبکہ مسیح خُداوند کی دُنیا میں آمد سے قبل جانوروں کی قربانی گناہ کے مٹانے کے لئے دی جاتی تھی۔ سردار کاہن بکرے اور بچھڑے کا خون لے کر سال میں ایک بار ہیکل کے پاک ترین مقام میں داخل ہوتا تھا تاکہ گناہ کا کفّارہ دے لیکن کفّارہ جانور کی قربانی سے دیا جاتا تھا۔ مسیح خُداوند کی قربانی نے کفّارہ کے کام کو پُورا کر دیا

ہے۔

کلسیوں کا مصنف لکھتا ہے۔

کہ اُس نے ہمارے سارے قصور معاف کئے اور حکموں کی وہ دستاویز مٹا ڈالی جو ہمارے نام پر اَور ہمارے خلاف تھی اَور اُسے صلیب پر کیلوں سے جَڑ کر سامنے سے ہٹا دیا۔ کلسیوں 2:14 اَور اِس طرح معافی کے کام کو پُورا کیا گیا۔

تمام پیشنگوئیاں پُوری ہوئیں۔

ڈاکٹر کے۔ ایل۔ ناصر کے الفاظ میں (از مواضعات۔ پادری ڈاکٹر کے۔ ایل۔ ناصر) مسیح خداوند کی ذات کے بارے میں جتنی پیشنگوئیاں کی گئی تھیں وہ آج پُوری ہوئیں۔ کیونکہ خُداوند یسُوع وہ واحد ہستی ہیں جن کے بارے میں صدیوں پیشتر انبیاؑ اور پیغمبران نے پیشنگوئیاں فرما دی تھیں۔ اُس کے تجسّم، مَوت اور جی اُٹھنے کے بارے میں وہ آج سب پُوری ہو گئیں۔

متّی رسول ایک فرشتہ کی زبانی فرماتے ہیں۔

وُہ ہی اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات دے گا۔

یسعیاہ نبی نے یُوں فرمایا۔

اُس کا نام عجیب مشیر، خدائے قادر، ابدیّت کا باپ، سلامتی کا شہزادہ ہو گا۔

وہ ہماری خطاؤں کے سبب گھائل کیا گیا۔

اُس نے اپنی جان مَوت کے لئے اُنڈیل دی۔

خود خُداوند یسُوع مسیح نے اپنے جی اُٹھنے کی بابت فرمایا۔

"ابن آدم غیر قوموں کے حوالہ کیا جائے گا اور وہ اُس کے قتل کا حکم دیں گے۔ مصلُوب کریں گے اَور وہ تیسرے دِن زندہ کیا جائے گا"۔

تمام پیشنگوئیاں جو اُس کے تجسّم، مَوت اور قیامت کے باب میں تھیں سچ ثابت ہوئیں اَور پُوری ہو گئیں۔

راستباز ٹھہرائے جانے کا اور نجات کا کام پورا ہوا۔

فضل کا کام مسیح خداوند کے کفارہ کے سبب سے پورا ہوا۔ اگر کفارہ نہ دیا جاتا۔ تو نجات اور فضل کا کام پورا نہ ہو پاتا۔ ہم راستباز ہی نہ ٹھہرائے جاتے اور اب ہم مفت راستباز ٹھہرائے گئے ہیں۔ رومیوں کے خط 3:24 میں پولوس رسول فرماتے ہیں کہ ہم اس کے فضل کے سبب مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں اور پھر 5:9 آیت میں لکھا گیا ہے کہ۔

"جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر موا۔ ہم اس کے خون کے باعث اب راستباز ٹھہرے اور اس کے وسیلے سے غضب الٰہی سے ضرور بچیں گے"۔

شریعت خدا کے غضب اور سزا کو پیش کرتی ہے۔

مگر مسیح خداوند کا خون اور قربانی اس کے فضل، محبت اور نجات کو پیش کرتے ہیں۔

اس کا خون ہمیں راستباز ٹھہراتا اور نجات بخشتا ہے۔ جس کی قیمت روپیہ پیسہ اور دھن دولت سے نہیں ادا ہو سکی۔

جرمن مفکر بان ہافر نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ مسیح یسوع کا فضل مفت ہے۔ مگر اس کی بڑی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ (بان ہافر ایک زبردست جرمن تھیولوجین)۔

بظاہر یہ ایک مبہم سی بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس میں سو فیصد سچائی ہے۔ کہ جب ہم خداوند یسوع کے پاس آکر اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں۔ گویا اپنے گناہوں کو مان لیتے ہیں تو ایک رحمدل باپ کی طرح ہمیں مسرف بیٹا سمجھ کر اپنی بانہوں میں لے لیتا ہے۔ یہاں تک تو بات مفت ہے۔ مگر جہاں تک بھاری قیمت کا فلسفہ ہے وہ اس طرح کہ مسیح خداوند کے پاس ایک بار آجانے سے بات ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ ساری زندگی اس کی پسند کے کام کرنے پڑتے ہیں۔ اور یہ اس کی قیمت ہے۔ بان ہافر کا فلسفہ اس آیت کی روشنی میں سراسر صداقت کا حامل ہے۔ پولوس رسول نے فرمایا:

کہ جو یسوع مسیح کے ہیں انہوں نے جسم کو اس کی رغبتوں اور خواہشوں سمیت صلیب پر کھینچ دیا ہے۔ گلتی 5:24۔

محبت اور فضل شریعت پر غالب آئے ہیں۔

کفارہ کے بعد خداوند کا تخت اب فضل کا تخت بن گیا ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جو اس کے پاس آتے ہیں وہ انہیں پوری پوری نجات دیتا ہے اور کثرت کی زندگی عطا کرتا ہے۔ خداوند کی محبت لازوال اور نہ ختم ہونے والی ہے۔

محبت اس میں نہیں کہ ہم نے اس سے محبت کی بلکہ اس میں کہ اس نے ہم سے محبت کی۔ اور اپنے بیٹے کو ہمارے گناہ کے کفارہ کے لئے دے دیا۔ شریعت کی فطرت حکم دینے کی تھی۔ فعل امر اور فعل نہی کا مسئلہ تھا لیکن بچاؤ، فلاح، چھٹکارا اور نجات کا راستہ نہ کھولتی تھی۔

شریعت مطلق العنانی کا دوسرا نام تھا۔ مگر مسیح خداوند کی محبت نے تمام شریعت کے کام کو مکمل کر دیا۔ اس خلا کو اور اس خلیج کو پاٹ دیا۔ اسے پورا کر کے تمام قربانیوں کو مٹا کر ایک افضل قربانی دے دی۔ تاکہ ازلی اور ابدی کفارہ کو پورا کر دیا جائے۔

شریعت گناہ کی نشاندہی کرتی اور حکم صادر کرتی تھی۔ لیکن راہ نجات کی طرف اشارہ نہیں کرتی تھی۔ مسیح خداوند کے خون نے ایک راستے کا اہتمام کیا اور پھر کہہ دیا۔ "پورا ہوا"۔

شریعت کا وہ کام جو جسم کے سبب کمزور ہو کر پورا نہ ہو سکا۔ وہ مسیح خداوند نے پورا کر دیا۔ اسی لئے یہ کہنا نہایت مناسب، درست اور واجب ہے کہ خدائے رحیم جو لامحدود، غیر حادث اور غیر فانی ہے وہ محبت اور فضل کے ذریعے گناہ پر غالب آیا۔ اور اس ادھورے ناتمام کام کو تمام کر گیا۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ باری ذات نیاری تھی لی اس نے شکل ہماری تھی
ظلمت کا پردہ دور کیا جب قدم ٹکایا جگ میں

"تمام ہوا" اس کلمہ کی منطق محبت پر مبنی ہے۔

کرنتھی 13 ب کا مصنف لکھتا ہے کہ محبت یعنی حقیقی محبت (مجازی نہیں) کو زوال نہیں کیونکہ حقیقی محبت کی ماہیت اور صفت یہ ہے کہ وہ:

1- سب کچھ برداشت کرتی ہے۔
2- سب کچھ سہہ لیتی ہے۔
3- راستی سے خوش ہوتی ہے۔
4- اور پھر آخر میں سب چیزوں سے افضل ہے۔

خدا کیا ہے؟

خدا روح حق ہے نور اور پھر محبت ہے۔ روح حق اور نور درست ہیں لیکن یہ اس کی لازوال محبت، الفت اور لگن تھی۔ جو اسے گنہگار انسان کے پاس کھینچ کر لے آئی۔ اور اپنے آپ کو خود موت کے حوالے کر دیا تاکہ بدی اور گناہ کے زور کو مٹا ڈالے۔ فرمایا۔ میں اپنی جان دیتا ہوں۔ کوئی مجھ سے چھینتا نہیں۔ بلکہ میں اسے آپ ہی دیتا ہوں۔ یوحنا 10:17:18۔

تمام ہوا۔ یہ کلمہ اگرچہ فتحمندی کا اظہار ہے مگر بڑے پیار سے فرمادیا کہ "میرا کام ختم ہوا"۔

یعنی راستباز ٹھہرائے جانے کا کام۔
گناہ کو مٹائے جانے کا کام۔
شریعت پر غالب آنے اور تکمیل کا کام۔

یوں کہہ لیجئے۔ کہ اس کی محبت نے نجات کے سارے راستے کھول دیئے۔ گنہگار انسان کا ملاپ خدا سے کرا دیا۔ اور یوں اس کا مشن تمام ہوا۔

✪✪✪

"ساتواں کلمہ"

"اے باپ! میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں" لوقا 23:46

دوبارہ ملاپ کا کلمہ

1- سات کا عدد:

سات کلمات کا صلیب پر کہے جانا کوئی اتفاقی امر نہیں بلکہ سات کا عدد ایک کاملیت کا عدد ہے۔ پیدائش کی کتاب کے شروع میں لکھا ہے کہ خداوند نے کل کائنات اور جو کچھ اس میں موجود ہے چھ دن میں خلق کیا گویا دنیا کے انتظام و انصرام اور اسکی تخلیق میں صرف کیا۔ اور ساتویں دن آرام کیا اور اسے مقدس ٹھہرایا۔

مکاشفہ کی کتاب میں سات کلیسیاؤں کا ذکر ملتا ہے۔

پھر اسی کتاب میں سات ستارے، سات روحیں، سات چراغدان، سات مہریں، سات نرسنگے اور سات پیالوں کا ذکر ہے۔

یریحو کو فتح کرنے کے لئے بنی اسرائیل نے سات دن تک چکر لگایا اور ساتویں دن سات بار چکر لگایا اور یریحو کی دیواریں جن پر مکانات تعمیر کئے ہوئے تھے اس قدر مضبوطی کے باوجود زمین بوس ہو گئیں۔ حضرت ایوب نے جو روئے زمین پر سب سے راستباز انسان تھا اس کے سات بیٹوں کا ذکر ملتا ہے۔

الیشع نبی نعمان کوڑھی سے کہتا ہے "جا دریائے یردن میں سات بار غوطہ مار تو تیرا جسم بحال ہو کر بچے کی مانند ہو جائے گا۔

بنوکد نضر بادشاہ بیل کی طرح گھاس کھاتا ہے اور سات دور اس پر سے گزر جاتے ہیں

صلیبی کلمات بھی تعداد میں سات ہیں یعنی کامل ہیں اور ساتواں کلمہ آخری کلمہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس منظر کے اختتام کا باعث بنتا ہے اِس طرح خداوند یسوع پر ظلم وستم کا اور موت کے کام کے بعد اور کوئی شیطانی قوّت کام کرتی ہوئی نظر نہیں آتی۔

سات کلمات بائبل مقدس کی روشنی میں پیشنگوئیوں کی تکمیل ہیں۔ ساتویں کلمے کا ذکر زبور 31:5 میں بھی ملتا ہے۔ جہاں زبور نویس لکھتا ہے۔

سَونپداہاں رُوح تینوں اپنی اے سچائی دے خدا۔

(مَیں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں مِیں سونپتا ہوں) زبور 31:5

جس طرح سات دن میں دنیا تخلیق ہوئی۔ سات چکروں میں یریحو کی دیواریں گر گئیں اِسی طرح مسیح خداوند کے منہ سے نکلے ہوئے سات کلمات نجات کے کام کو پُورا کرتے ہیں۔

2- مسیح خداوند اپنی رُوح اَمانت کے طور پر سُپرد کرتا ہے

دُنیا میں رہتے ہوئے اِنسان موت سے ڈرتا اور کانپتا ہے۔ مَوت ایک ہیبت ناک اور بھیانک تصوّر ہے۔ مرزا غالب کا ایک شعر ہے:

موت کا اِک دن معُیّن ہے
نیند کیوں رات بھرُ نہیں آتی

یہ مَوت کا ڈر اور خوف ہی ہے جس کی وجہ سے ہم اُس کی بابت سوچتے ہیں۔ موت ایسا خوف ہے جو ہم سے ہماری عزیز ترین چیز چھینتا ہے۔ یہ خوف انسان پر ہمیشہ طاری رہتا ہے۔ مگر مسیح خداوند اپنی رُوح باپ کے ہاتھوں میں سونپتے ہیں۔

گویا رُوح ایک ایسی چیز ہے جو اُس کی امانت ہے۔ اُس کے اختیار میں ہے اُور وہ اُسے دینے کا بھی اختیار رکھتا ہے اُور پھر لے لینے کا بھی۔

موت کا مسیح خداوند پر اِختیار نہیں بلکہ مسیح خداوند از خود موت پر اختیار رکھتا ہے۔ خداوند یسوع کا دعویٰ ملاحظہ ہو:۔

"مَیں اپنی جان دیتا ہوں تاکہ اُسے پھر لے لوں۔ کوئی اُسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اُسے آپ ہی دیتا ہوں مجھے اُس کے دینے کا بھی اختیار اُور پھر لے لینے کا بھی۔ (یوحنا 10:17-18)

اِن الفاظ سے یہ کُلّی طور پر ثابت ہو گیا کہ مسیح خداوند سے کوئی اُس کی جان اور رُوح چھین نہیں سکتا اور یہ بھی کہ وہ تیسرے دن خود زندہ ہو گیا۔

مرتھا لعزر کی بہن تھی اُسے لعزر کی موت کے حوالے سے خداوند یسوع نے فرمایا "قیامت اور زندگی مَیں ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ گو وہ مر بھی جائے تو بھی زندہ رہے گا۔"

پھر یہ بھی فرمایا "مَیں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں۔ (یوحنا 10:15)

پِلاطُوس اپنے دنیاوی جاہ و جلال اور اختیا پر فخر کرتے ہوئے خداوند سے کہتا ہے "کیا تو نہیں جانتا کہ مجھے تجھے چھوڑ دینے کا بھی اختیار ہے اور مصلوب کرنے کا بھی۔"

یسوعؑ مسیح نے جواباً فرمایا "اگر تجھے اُوپر سے نہ دیا جاتا تو تیرا مجھ پر کچھ اختیار نہ ہوتا۔"

پس یاد رہے کہ مسیح خداوند کی ذاتِ اقدس اُور خداوندی پر انسان کا نہ اختیار تھا اور نہ کوئی اس کی جان لے سکتا تھا۔ اس لئے وہ دنیا کا نور ہے اور زندگی کی روٹی ہے اِس سے بڑھ کر یہ کہ وہ قیامت اور زندگی ہے۔ وہ لعزر کو نائین شہر کی بیوہ کے بیٹے اور یائرس کی بیٹی کو زندہ کرتے ہوئے اپنے اختیار کو ثابت کرنے کے لئے فرماتا ہے "میں تجھے کہتا ہوں' اٹھ!

3- یہ کلمہ فرمانبرداری کا عکاس ہے

مسیح خداوند تثلیث کا دوسرا اقنوم ہے یعنی باپ بیٹا اور روح القدس تینوں اقانیم کا ایک دوسرے سے زبردست رشتہ اور واسطہ ہے۔

مسیح خداوند نے جب سارے کام کر لئے تو پھر اپنی روح اپنے باپ کے سُپرد کر دی اور جتا دیا کہ اس نے بڑی فرمانبرداری کے ساتھ اپنے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

ایماندار جب دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے تو اس کے لئے آخرت میں ایک تسلی ہوتی ہے۔ وہ پولوس رسول کی طرح اپنے ایمان کا اظہار کرتا ہے۔

"میرا جی چاہتا ہے کہ کوچ کر کے مسیح خُداوند کے پاس چلا جاؤں۔ کیونکہ یہ بہت بہتر ہے (فلپی 1:23)

مسیح خُداوند کا اپنے آپ کو باپ کے سُپرد کر دینا اُس کی فرمانبرداری کو ظاہر کرتا ہے۔ بیٹا تھک ہار کر اپنے آپ کو باپ کی بانہوں میں دے دیتا ہے۔ یہ اس کا یقین اور پیار ہے۔ پیار کے ساتھ ساتھ یہ اُس کا حق بھی ہے اور رشتہ بھی۔
مسیح خداوند نے بھی ایسا ہی کیا اس کے پیار اور یقین میں اس کی فرمانبرداری چُھپی ہوئی نظر آتی ہے۔

4۔ رُوح کا سونپا جانا ایک اَبدی اور لاثانی رِشتہ کو ظاہر کرتا ہے ۔

مسیح خُداوند کے شاگردوں اور ایماندار لوگوں نے اپنی جان دیتے وقت خُداوند پر اپنے بھرپور ایمان کا اِظہار کیا پولیکارپ جو یوحنا رُسول کا شاگرد اور سمرنا کی کلیسیاء کا بشپ تھا اُس نے مرتے وقت کہا "تو میری رُوح کو قبول کر" ستفنس جو کلیسیاء کا پہلا شہید تھا اُس کے بھی یہی الفاظ تھے کہ میری رُوح کو قبول کر۔
پطرس رُسول نے کہا کہ اگر مجھے صلیب ہی دینا ہے تو مجھے اُلٹا صلیب دو کیونکہ میرے منجی کو سیدھا صلیب دیا گیا تھا۔ لیکن مسیح خُداوند جو زندگی کا مالک اور دُنیا کا خالق ہے وہ اپنے ابدی اور لاثانی رشتہ کو اِس جلال سے جو دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا (یوحنا 17:5) ظاہر کرتے ہوئے اپنی رُوح کو سونپ دیتا ہے یہ لاثانی اور ابدی رشتہ ہے۔ یہ رشتہ روحانی باپ اور بیٹے کا ہے۔
ایک پاسبان (پادری ونسنٹ خوبداس مرحوم) ساتویں کلمہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی بیٹی کی مثال دیتے ہیں کہ اُن کی بیٹی جب بچی تھی گویا دو برس کی تو وہ سونے سے پہلے باپ کو مخاطب کر کے کہتی "یہ گڑیا لے لو" کیونکہ مَیں سونے لگی ہوں اور پھر کل صبح سویرے مجھے دے دینا۔

یہ رشتہ باپ اور بیٹی کا ہے مگر جسمانی رشتہ، روحانی، اَزلی، اَبدی اور جلالی رشتہ میں یسوع مسیح اپنی رُوح باپ کے سُپرد کرتا ہے۔ کیونکہ اُسے اِس رُوح کو واپس لینا ہے۔

پولیکارپ، ستفنس، پطرس رُسول اور دیگر رُسلاء نے دُعا اور التجا کی کہ ہماری رُوح کو قبول کر مگر یسوع اپنی رُوح سونپتا ہے۔ التجا کرنے اور سونپنے میں ایک واضح فرق ہے۔ یہی فرق اَبدی اور لاثانی رشتہ کو ظاہر کرتا اور اسے اور بھی مضبوطی بخشتا ہے۔

5۔ یہ ایماندار کے لئے ایک زبردست تسلی ہے

یہ کلمہ ایمان کے لئے ابدی زندگی میں داخل ہونے کے لئے ایک پاسپورٹ کی حیثیت رکھتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جتنے مسیح خُداوند میں ہیں وہ اَبدی زندگی اور نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ ڈاکو جو تائب دل تھا اُس سے فرمایا "تو آج ہی میرے ساتھ فردوس میں ہو گا۔"
ایماندار کو گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ موت خُدائی رفاقت کا سبب بنتی ہے۔
"میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں" مسیح خداوند ہمارے ساتھ آج، کل اور ابد تک ہے۔ اور اُس نے فرمایا "کہ مَیں تمہیں، یتیم نہ چھوڑوں گا۔ وہ ہماری پناہ گاہ اور محکم قلعہ ہے۔
سدرک، میسک اور عبدنجو آگ میں بھی اُس کے ساتھ تھے، دانی ایل شیروں میں گھرا ہوا بھی زندہ ہے سادھو سندر سنگھ زہر کا پیالہ پی کر بھی زندہ رہا اور سیالکوٹ کا مشنری پنجاب کی کلیسیاء کا پہلا شہید تھامس ہنٹر اس کی بیوی اور بیٹا 1857ء کی جنگِ آزادی میں شہادت کا مرتبہ پا کر اُس کی ابدی میراث میں شامل ہو گئے اور آج تک پاکستان کی کلیسیاؤں سے ہمکلام ہیں۔ کیونکہ تھامس ہنٹر اور اُس کا خاندان فنا نہیں ہوئے بلکہ کلام مقدس ایسے ہی جانثاروں کے لئے کہتا ہے۔
"پس اَب تم پردیسی اور مسافر نہ رہے بلکہ مقدسوں کے ہموطن اور خدا کے گھرانے کے ہو گئے (افسی 2:19)
کیا ہنٹر کا خاندان، سادھو سندر سنگھ کلوتھیج کے شہداء اور پاکستان کا منظور مسیح اُس کے گھرانے کے افراد نہیں ہیں؟ کیا انہوں نے ابدی نجات حاصل نہیں کی؟
واقعی ایسے لوگ اِس دنیاوی زندگی کو ہیچ خیال کرتے ہیں مگر خداوند میں وہ ابدی مرتبہ حاصل کر جاتے ہیں۔

اپنی رُوح خدا کو دینا اور سُپرد کرنا ایک زبردست تسلّی کا باعث بنتا ہے۔
ساتواں کلمہ مسیح خداوند کی عظمت مرتبہ اور خُداوندی رشتہ کو ظاہر کرتا ہے۔
یہ کلمہ پاک نوشتوں سے اخذ کیا گیا ہے یہ زبور 31:5 کا اقتباس ہے۔
مسیح خداوند کی رُوح ایک اَمانت ہے اور خُداوند اس کی حفاظت کرتا ہے۔
ایماندار کبھی نہیں مرتا بلکہ وہ خُداوند میں سو جاتا ہے اِس لئے مَوت ایک مسیحی کے لئے ابدی آرام ہے۔
ایک مسیحی کے لئے زندہ رہنا مسیح اور مرنا نفع ہے۔
رُوح سُپرد کرنے سے ایک رُوحانی تسلی حاصل ہوتی ہے۔
موت ایک ایماندار کے لئے بھیانک چیز نہ رہی ایک دکھ کی خبر نہیں موت غم نہیں بلکہ ہم اپنے آپ کو خداوند کے چھیدے ہوئے ہاتھوں میں دیتے ہیں اور تسلّی محسُوس کرتے ہیں۔
کلامِ مُقدّس ایسی تسلّی فراہم کرتا ہے کہ۔
"میں دنیا کے آخر تک تمہارے ساتھ ہوں" (متی 28:20)
"جو تم کو چھُوتا ہے وہ میری آنکھ کی پُتلی کو چھُوتا ہے" (زکریاؔ 2:8)
"دیکھ میں نے تیری صُورت اپنی ہتھیلیوں پر کھود رکھی ہے" (یسعیاہ 49:16)
وہ ہماری پناہ گاہ اور محکم قلعہ ہے۔
کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی ماں اپنے شیر خوار بچے کو بھول جائے ہاں شاید وہ بھُول جائے پر مَیں تجھے نہ بھُولوں گا"۔
خُداوند فرماتا ہے۔
خواہ مَوت کے سایہ کی وادی میں سے میرا گزر ہو مَیں کسی بلا نہ ڈروں گا (داؤد نبی)
خُداوند یسوعؔ ایماندار کے لئے زبردست تسلی اور اطمینان کا سرچشمہ ہے۔

ختم شد

مصنّف کی دیگر تصانیف

۱۔ سَرمایہِ حَیات

(سنڈے سکول اسباق)

مُصنف

ایس ۔ کے۔ داس

بشپ آف حیدرآباد

ماڈریٹر چرچ آف پاکستان

و

پادری ڈاکٹر پرویز سلطان

پرنسپل سینٹ تھامس تھیولاجیکل کالج کراچی

۲۔ تاریخ کلیسیائے پاکستان

کتاب - ملنے کا پتہ

- لاہورڈایوسیس بک شاپ (پی آر ٹی ایس) ۱۴۴ ۔ انارکلی لاہور
- ۲۷ لیاقت روڈ ۔سول لائن حیدرآباد 71000 سندھ
- آڈیو ویژل سینٹر رتن آباد، میرپورخاص سندھ

ایس ۔ کے۔ داس

بشپ آف حیدرآباد

ماڈریٹر چرچ آف پاکستان

مُقدس ہفتہ اور سات صلیبی کلمات

ایس کے داس کی ایک ایسی کاوش ہے جو ان کے تجربات، مشاہدات اور مطالعہ پر مبنی ہے
ایس کے داس کو تقریباً ترپن (۵۳) ممالک میں جانے کا اِتفاق ہوا۔ اِن ممالک میں مسیحت کے سلسلے میں تحقیق اور ریسرچ سے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔

اپنے کیرئیر کا آغاز ۱۹۶۲ میں فارمر، میتھوڈسٹ چرچ میں یوتھ ڈائریکٹر کی حیثیت سے کیا پھر رائے ونڈ میں ہاسٹل سپُرنٹنڈنٹ رہے۔ ایک سال کیتھیڈرل سکول ہال روڈ میں پڑھایا۔ بعد ازاں ۱۹۷۶ میں سینٹ جان ہائی سکول مَری روڈ راولپنڈی پر نسپل بن کر چلے گئے۔

۱۹۸۱ میں واپس لاہور آگئے۔ لاہور ڈایوسیس میں سات ۷ سال کوآرڈینیٹر اور اُسی وقت سے کیتھیڈرل ہائر سیکنڈری سکول لاہور کینٹ میں 16 سال پرنسپل رہے۔ (اس وقت یہ پاکستان میں واحد مسیحی کالج تھا)۔

دو دفعہ وہ چرچ آف پاکستان کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

۱۹۹۷ میں وہ ڈایوسیس آف حیدرآباد کے بشپ کے عہدے کے لئے چنے گئے، اس وقت آپ حیدرآباد ڈایوسیس کے بشپ ہیں۔

2000 میں اُنکا چرچ آف پاکستان کے لئے ماڈریٹر کا انتخاب ہوا

کتاب ـ ملنے کا پتہ

☜ لاہور ڈایوسیس بک شاپ (پی آر بی ایس) ۱۴۴ ـ انارکلی لاہور

☜ ۲۷ لیاقت روڈ ـ سول لائن حیدرآباد 71000 سندھ

☜ آڈیو ویژل سینٹر رتن آباد، میرپورخاص سندھ